

الله اکبر

ما شاء الله لا قوة الا بالله

ازتالیف تصنیف مولانا مولوی سید نواب صدیق حسن خانصاحب والی ریاست بهوپال

تذکیر الکل

بتفسیر

الفاتحة واربع قل

باہتمام شیخ احمد پسر شیخ محی الدین مرحوم تاجر کتب لاہور بازار کشمیری

در مطبع احمدی واقع لاہور

مطبوع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی نزّل الفرقان علیٰ عبدہٖ لیکون للعٰلمین نذیرًا والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہٖ محمدٍ وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہ الذین اسفرت بہم وجوہ الموحدین و ازدادت قلوبھم تنویرًا۔ امابعد اس رسالۂ مختصر میں ترجمہ ضروری پانچ سورہ قرآن کا کیا جاتا ہے جن کی تلاوت کا اتفاق رات دن ہر مسلمان کو نماز میں ہوا کرتا ہے مراد ان پانچ سورتوں سے فاتحہ الکتاب و ہر چہار قل ہیں۔ یہ پنج سورۂ توحید پر خداوند مجید کی دلیل ہیں جس نے ان کے معنے سمجھ لیے وہ پکا مسلمان ہو گیا اب اس کی عبادت ٹھیک ہوگی اور وہ شرک سے بچ جائے گا بیان میں توحید ورد شرک کے علاوہ کتب مطولہ کے فی الحال دس مسائل مختصرہ لکھے گئے ہیں اور اس جگہ فقط بیان معنے پر ان پانچ سورۃ کے اقتصار و اختصار کیا گیا وخیر الکلام ما قلّ ودلّ تمام کلام ان سورہ کے معانی پر تفسیر ترجمان القرآن و فتح البیان میں ہے استیفار تمام مضامین کا اس جگہ خواہاں دفاتر گرانبار ہے تفسیر کبیر میں فقط ایک سورۂ فاتحہ سے دس ہزار مسائل کا استخراج کیا ہے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ و ابن القیم رحمہما اللہ تعالےٰ نے تفسیر معوذتین استقلالاً لکھی ہے لیکن ان علوم غامضہ کا سمجھنا اہل علم کا کام ہے نہ عوام کا اور مقصود ہمارا اس جگہ سمجھانا عوام کا ہے۔

وباللہ التوفیق۔

سورۂ فاتحہ:۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب کو جس کی صفت لاریب فیہ ہے اس سورت سے شروع کیا یہ دلیل ہے اس کی عظم منزلت وعلو مرتبت پر اور رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے اُس کی نماز نہیں جس نے فاتحہ نہ پڑھی یعنے ہر رکعت نماز میں خواہ امام تھا یا مقتدی و لہذا جو شخص رکوع میں شامل جماعت کا ہوتا ہو اس کو لازم ہے کہ وہ رکوع کو رکعت نہ ٹھہرائے بلکہ جداگانہ رکعت عقب سے پڑھ لے اس لیے کہ اس نے فاتحہ نہیں پڑھی ہے اور رکعت جبھی شمار میں آتی ہے کہ فاتحہ پڑھی جائے بالجملہ مقصود اور روح اور لب نماز کا یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف نماز میں متوجہ ہو اور حضور دل سے غفلت نہ کرے جس نماز میں دل نمازی کا حاضر نہیں ہوتا ہے وہ نماز ایک تن بے روح ہوتی ہے اسی لیے ہر شخص کی نماز میں سے اتنی ہی نماز قبول ہوتی ہے کہ جتنی نماز میں اس کا دل حاضر تھا دلیل اس پر حدیث صحیح مرفوع ہے کہ حضرت نے فرمایا [illegible]

کلمے کو تین بار کہا پھر فرمایا بیٹھا دیکھتا ہے سورج کو یہاں تک کہ جب وہ درمیان دو قرن شیطان کے ہوتا ہے تب یہ اُٹھکر چار چونچیں مارتا ہے ذکر نہیں کرتا اللہ کا مگر تھوڑا رَوَاهُ مُسْلِمٌ اس حدیث میں ضائع کرنا وقت کا اس لفظ سے بیان کیا کہ بیٹھا سورج کو دیکھتا ہے اور ضائع کرنا ارکان کا اس لفظ سے بیان کیا کہ چونچیں مارتا ہے اور ضائع کرنا حضور قلب کا اس لفظ سے بیان کیا کہ ذکر نہیں کرتا اللہ کا مگر تھوڑا جب یہ بات سمجھ لی تو اب ایک نوع نماز کی معلوم کرلینا چاہیے وہ قرأت فاتحہ ہے شاید اللہ تعالے تیری نماز قبول فرمالے اور یہہ قبولیت کفارہ ذنوب کا ٹھہرے عمدہ باب فہم فاتحہ کا ابوہریرہ رضہ کی حدیث ہے صحیح مسلم میں وہ کہتے ہیں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو سُنا فرماتے تھے کہ اللہ تعالے نے کہا ہے میں نے تقسیم کیا نماز کو درمیان اپنے اور اپنے بندے کے آدھوں آدھ میرے بندے کے لیے ہے جو مانگا اُس نے جب وہ کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حمد کی میری میرے بندے نے اور جب کہتا ہے اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تو اللہ فرماتا ہے ثنا کی مجھہ پر میرے بندے نے اور جب کہتا ہے مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بزرگی بیان کی میری میرے بندے نے اور جب کہتا ہے اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے یہ درمیان میرے اور میرے بندے کے ہے اور میرے بندے کے لیے ہے جو اُس نے مانگا پھر جب کہتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے یہ میرے بندے کے لیے ہے اور واسطے بندے کے ہے جو اُس نے مانگا تمام ہوا مضمون حدیث کا اس حدیث میں تامل کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ سورت دو نصف ہے ایک نصف اللہ پاک کے لیے ہے نَسْتَعِیْنُ تک اور ایک نصف بندے کے لیے ہے یہ دعا بندہ اپنے لیے کرتا ہے اور جس نے یہ دعا سکھائی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم یہ دعا ہر رکعت نماز میں مانگا کریں اور اس ثنا و دعا کو ہر نماز میں مکرر سہ کرر کیا کریں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ضمانت کی کہ جب ہم یہ دعا ساتھ اخلاص و حضور دل کے کریں گے تو وہ ہم سے اس دعا کو قبول فرمائے گا اب ہر انسان جان سکتا ہے کہ اکثر لوگوں نے اس امر کو ضائع کردیا ہے قدر و قیمت اس نعمت کی نہیں سمجھی ؎

قَدْ هَیَّؤُكَ لِاَمْرٍ لَوْ فَطِنْتَ لَهٗ ۔۔۔ فَارْبَاْ بِنَفْسِكَ اَنْ تَرْعٰی مَعَ الْهَمَلِ

اب بعض معانی اس سورت کے لکھے جاتے ہیں تا یہ تو نماز حضور دل سے پڑھنے لگے اور جو لفظ تیری زبان سے

نکلتا ہے تیرا دل اُس کو معلوم کر لے اِس لیے کہ جو بات زبان سے نکلتی ہے اور دل اُس پر معقود نہیں ہوتا تو وہ عمل صالح نہیں سمجھا جاتا کما قال تعالےٰ يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ سو پہلے معنے استعاذی کے سمجھنا چاہیے پھر بسملہ کی پھر فاتحہ کی أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ اس کے یہ معنے ہوئے کہ میں پناہ پکڑتا ہوں اور معتصم ہوتا ہوں ساتھ اللہ کے اور اُس کے آستانے پر بھاگ کر آتا ہوں اُس دشمن سے کہ کہیں وہ مجھ کو میرے دین اور میری دنیا میں گزند و نقصان پہونچائے یا مجھ کو اس کام کے کرنے سے روک دے جس کا مجھ کو حکم ہوا ہے یا جس چیز سے مجھے منع کیا گیا ہے اُس پر مجھے آمادہ کرے اس لیے کہ سب سے زیادہ حرص شیطان کو بندے کے بہکانے پر اُسی دم ہوتی ہے جبکہ وہ ارادہ کسی عمل خیر کا کرتا ہے جیسے نماز و قراءت وغیرہ سو کوئی حیلہ اُس کے دفع کرنے کا بجز اِس کے نہیں کہ انسان اللہ سے استعاذہ کرے اور اُس کی پناہ میں آنا چاہے قولہ تعالیٰ إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ پس جب بندہ اللہ پاک سے طالب پناہ کا ہوتا ہے اور اُس کے ساتھ اعتصام کرتا ہے تو یہ استعاذہ سبب ہوتا ہے واسطے حضور قلب کے اب اس کلمہ کے معنے پہچان کر اس کو دل سے کہنا چاہیے نہ نری زبان سے جس طرح کہ اکثر لوگ فقط زبان سے کہتے ہیں اور معنے کا دھیان نہیں کرتے اسی لیے وہ وسوسۂ شیطان سے نماز میں محفوظ ہی نہیں رہ سکتے رہی بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ اِس کے معنے یہ ہیں کہ میں داخل ہوتا ہوں قراءت یا دعا وغیرہ میں اللہ کے نام سے نہ اپنے حول و قوت سے بلکہ اس کام کو اللہ کی مدد سے اور اس کے نام کی برکت سے کرتا ہوں یہی معنے بسم اللہ کے ہر اُس کام میں ہوتے ہیں جس کے اوّل میں بسم اللہ کہی جاتی ہے دین کا کام ہو یا دنیا کا پس جب بندے نے اپنے جی میں اِس بات کو حاضر کر لیا کہ میرا داخل ہونا قراءت میں اللہ پاک کی اعانت سے ہے اور میں اپنے حول و قوت سے بری ہوں تو یہ ایک بڑا سبب ہے واسطے حضور قلب اور طرد وساوس کے ہر خیر سے رحمٰن و رحیم دو نام ہیں ان کو رحمت سے نکالا ہے ایک دوسرے سے ابلغ تر اور بڑھکر ہے جیسے علام و علیم ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے یہ دو اسم رقیق ہیں ایک دوسرے سے زیادہ تر ارق ہے فاتحہ سات آیت ہے ثلاث و نصف واسطے اللہ تعالیٰ کے اور ثلاث و نصف واسطے بندے کے اوّل اس کا الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ہے حمد کہتے ہیں زبان سے ثنا کرنے کو جمیل اختیاری پر اس سے ثنا بلسان حال خارج ہو گئی کیونکہ وہ ایک طرح کا شکر ہوتا ہے جمیل اختیاری سے وہ چیز مراد ہے جو انسان اپنے ارادے سے کرتا ہے اور جس جمیل میں انسان کی صنع نہیں ہے جیسے جمال وغیرہ اُس پر ثنا کرنا مدح کہلاتا ہے۔ فرق درمیان حمد و شکر کے یہ ہے کہ حمد متضمن ہے

مدح وثنا کو امر محمود پر بذکر محاسن خواہ حامد پر احسان ہوا ہو یا نہ ہوا اور شکر نہیں ہوتا مگر احسان مشکور پر اس لیے
حمد عام تر ہے شکر سے کیونکہ یہ حمد محاسن و احسان پر نہیں ہوتی ہے اللہ کی حمد اسمائے حسنے اور خلق آخرت
و اولی پر کیجاتی ہے ولہذا فرمایا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا اور فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وغیرہ آیات اور شکر نہیں ہوتا مگر انعام پر تو یہ حمد سے بایں وجہ خاص تر ٹھہرا لیکن دل و دست
و زبان سے ہوتا ہے ولہذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا ؎

اَفَادَتْکُمُ النَّعْمَاءُ مِنِّیْ ثَلَاثَةً ۔ یَدِیْ وَلِسَانِیْ وَالضَّمِیْرُ الْمُحَجَّبَا

اور حمد فقط دل و زبان سے ہوتی ہے پس اس وجہ سے شکر براہ انواع خود اعم ہے اور حمد براہ اسباب خود اعم ہے
الف لام الحمد کا واسطے استغراق کے ہے یعنے ساری انواع حمد کے خاص اللہ تعالےٰ کے لیے ہیں
نہ واسطے غیر اللہ تعالےٰ کے پھر جس شئے میں مخلوق کی صنعت نہیں ہے جیسے پیدا کرنا انسان کا یا زمین و آسمان کا
یا آنکھ و کان کا یا رزق رسانی وغیر ذلک تو یہ ظاہر ہے اور جو چیز ایسی ہے کہ اس پر مخلوق کی حمد کی جاتی ہو جیسے
ثنا کرنا صالحین و انبیاء پر یا فاعل معروف پر خصوصًا جس نے تیرے ساتھ احسان کیا ہو تو یہ سب ثنا و حمد بھی
اللہ ہی کے لیے ہے کیونکہ اس نے اس فاعل اور اس کے فعل کو پیدا کیا ہے اور اس معروف کو اس کی طرف محبوب
کر دیا اور اس کو قوت دی کہ وہ یہ کام کرے اسی طرح اور افضال الٰہی کا حال ہے کہ اگر اس کے بعض میں کچھ بھی
اختلال آجائے تو پھر اس محمود کی حمد نہ کی جائے تو اب اس اعتبار سے ساری حمد اللہ ہی کے لیے ٹھہری ؎

حمد را با تو نسبتی ست درست ۔ بر در ہر کہ رفت بر در تست

اللہ علم ہے یعنے خاص نام ہمارے رب تبارک و تعالیٰ کا اس کے معنے معبود ہوئے لقولہ تعالیٰ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ
وَفِي الْاَرْضِ یعنے معبود آسمانوں اور زمین کا وہی ایک اللہ ہے جو کوئی سموات و ارض میں ہے وہ اس رحمان کے پاس
بندہ ہو کر آئے گا سب اس کے بندے ہیں اور وہ سب کا معبود برحق ہے اس لفظ جلالہ میں ثبوت ہے توحید الوہیت کا
جس کی طرف سارے پیغمبروں نے آدم سے لے کر تا خاتم دعوت کی ہے اور اسی کے بیان میں ساری کتابیں اتری ہیں اور
شرک ساری جہان کے مشرکوں کا اسی توحید میں ہوتا ہے اور جب تک کوئی بندہ یہ اعتقاد نہ کرے کہ سوا اللہ کے
کوئی معبود نہیں ہے تب تک اس کی توحید درست نہیں ہوتی جو کوئی برخلاف اس اعتقاد کے ہے وہی مشرک
فی العبادۃ ہے رب کے معنے ہیں مالک و متصرف ہے ہر چیز کا اس کے ثبوت سے توحید ربوبیت کا ہوا اس توحید کے
ساتھ اہل شرک بھی قائل تھے یعنے وہ اللہ کو خالق رازق مدبر عالم اعتقاد کرتے تھے اب جو کوئی کسی غیر

اللہ کا تصرف زمین یا آسمان میں بتائے تو وہ مشرک فی التصرف ہوگا جس طرح کہ جہال اہل اسلام یہ اعتقاد
فاسد حق میں اولیا و قبور کے رکھتے ہیں عالمین جمع ہے عالم کی عالم کہتے ہیں کل ما سوا اللہ کو جو چیز اللہ کے
سوا ہے فرشتہ ہو یا نبی انسی ہو یا جنی وغیر ذلک وہ سب مربوب و مقہور و متصرف فیہ و فقیر و محتاج و نیازمند
بے نیاز ہیں جس کی شان وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے اور وہ غنی و صمد ہے کسی کا محتاج نہیں بلکہ سب اپنے وجود و بقا میں اُس کے
حاجتمند ہیں یہ حصر کہ مراد عالمین سے چودہ ہزار عالم ہیں ٹھیک نہیں ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے عوالم کا حال سوا اللہ کے
کوئی نہیں جانتا وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ اس صیغہ جمع سے یہ بات ثابت ہے کہ کل ما سوا اللہ کا رب یعنی
پالنے والا رزق دینے والا تدبیر کرنے والا پیدا کرنے والا مارنے والا بلا ٹالنے والا اللہ ہی خواہ وہ مخلوق ہمیں معلوم ہو
یا نہ ہو اور حاضر و محسوس ہو یا غائب و مخفی سوا اُس ذات کے نہ کوئی مستحق عبادت ہے اور نہ لائق تصرف و لہٰذا بعد اس کے
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہا ہے کیونکہ ربوبیت ایک شعبہ ہے رحمت کا یہی رحمت اس امر کی مستحق ہے کہ وہ اپنے بندوں کو پالے
پرورش کرے روزی دے اُن کی مرادیں پوری کرے اُن کی حاجتیں بر لائے اُن کی بلائیں ٹالے اُن کی حیات و موت
و نشور کا بندوبست رکھے سو وہ اللہ ہی کی شان ہے کسی مخلوق کی خواہ وہ مقبول بارگاہ خداوندی ہو جیسے ملائکہ و
انبیائے مرسلین و اولیاء و شہداء و صالحین یا مردود درگاہ ہو جیسے شیاطین و دیوان و اصنام و بھوت و پری و اشجار و احجار
و قبور و فساق و فجار وغیرہ پھر فرمایا مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اور ایک قرات میں مَلِكِ آیا ہے اس سورت کے اول میں کہ
فاتحہ مصاحف ہے ذکر الوہیت و ربوبیت و ملک کا کیا جس طرح کہ آخر سورہ مصحف قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ
إِلٰهِ النَّاسِ میں انہیں ہر سہ اوصاف کو بیان کیا ہے بالجملہ ان اوصاف کا ذکر مجموعاً اول قرآن میں آیا ہے پھر آخر قرآن
میں بھی اب جو بندہ اپنے نفس کا ناصح ہو اُس کو ضرور ہے کہ وہ اس جگہ توجہ و اعتنا کو صرف کرے اور بحث کرنے میں
اس موضع سے بذل جہد فرمائے اور جان لے کہ علیم خبیر نے ان اوصاف کو اول قرآن پھر آخر قرآن میں جمع
نہیں کیا مگر اسی لیے کہ شدت حاجت عباد کو طرف معرفت صفات مذکورہ کے معلوم کیا ہر صفت منجملہ ان صفات
کے ایک معنے جداگانہ رکھتی ہے ایک معنے ایک صفت میں آئے اور دوسری صفت میں دوسرے معنے ہیں جیسے یہ الفاظ
محمد رسول اللہ خاتم النبیین سید ولد آدم کہ یہاں ہر وصف کے معنے غیر معنے وصف دیگر ہیں سو جب یہ بات
جان لی کہ اللہ کے معنے اِلٰہ ہے اور اِلٰہ کے معنے معبود ہے پھر جس نے اللہ کو پکارا اور اُس کے نام پر جانور ذبح کیا
اور اُس کی نذر مانی تو اب اُس نے گویا اللہ کو پہچان لیا اور سمجھ لیا کہ یہ کام اُسی کے لیے چاہئیں اور اگر اس
شخص نے کسی اور مخلوق کو طیب ہو یا خبیث پکارا اور اس کے لیے جانور ذبح کیا گو وقت ذبح کے اللہ کا نام لیا

ہو یا اُس کی سنت مانے تو گویا اُسی مخلوق کو اپنا اللہ سب معبود اعتقاد کیا اور معرفت اس شخص کی ویسی ہی ٹھہری جیسے کہ بنی اسرائیل کی معرفت تھی کہ اُنھوں نے گوسالہ کو پوجا سو گوسالہ پرستی کا وہی سبب ہے جو اللہ کے سوا اُس کا معبود ٹھہرا ہے شجر ہو یا حجر فرشتہ یا ستارہ یا جن یا بشر یا قبر یا کسی کا چلہ یا مکان یا کوئی نشان و نقشان لیکن جب بنی اسرائیل پر یہ بات ظاہر ہوئی کہ ہم نے غیر اللہ کو پوجا تو وہ ڈر گئے اور جو ذکر قرآن میں آیا ہے وہ کہنے لگے وَلَمَّا سُقِطَ فِي أَيْدِيهِمْ وَرَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوا قَالُوا لَئِن لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ اس جگہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شرک میں جہل عذر نہیں ہوتا ہے ہاں توبہ سے شرک مٹ جاتا ہے جبکہ سچے دل سے کی ہو ورنہ یہ بھی نفاق ہوتا ہے کہ ظاہر میں تو تائب ہوا اور باطن میں بدستور فاسق ہے جس طرح کہ اس زمانے میں اکثر خلق کا حال اسی طرح ہے ع دل میں ہو یاد صنم ہاتھ میں قرآن ہو

رب کے معنے ہیں مالک متصرف کے سو اللہ تعالیٰ ہر شے کا مالک ہے اور اُسی کا تصرف ہر چیز میں چلتا ہے اور یہی حق ہے بت پرست لوگ جن سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے مقاتلہ کیا تھا جس طرح کہ جا بجا ذکر اس قتال کا قرآن مجید میں آیا ہے وہ بھی اس کے قائل تھے کہ مالک ہر شے کا اور متصرف ہر شے میں سب ہے کقولہ تعالیٰ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ الی قولہ أَفَلَا تَتَّقُونَ اب جو کوئی اللہ کو کسی مصیبت کے ٹلنے اور کسی مراد کام کے نکلنے کے لیے پکارے پھر کسی مخلوق کو بھی اسی کام کے لیے پکارے خصوصاً اپنے نفس کو طرف عبدیت مخلوق مذکور کے منسوب کرے مثلاً یوں کہے فُلَانٌ عَبْدُكَ یا عبد علی یا عبد النبی یا عبد الحسین یا عبد الرسول یا عبد الزبیر نام رکھے ونحو ذالک تو اُس نے گویا اُس مخلوق کی ربوبیت کا اقرار کیا اور اُس کے پکارنے میں اپنی جان کو اُس کا بندہ و عبد ٹھہرایا اور اعتراف اپنی عبودیت کا واسطے اُس کے کیا اور یہ اسی لیے کیا کہ وہ کوئی خیر لاوے اور کسی شر کو دور کرے اور جب اپنا نام عبد رکھا تو اُس مخلوق مدعو کو رب جانا اگرچہ اس بات کا اقرار نہیں کیا ہو کہ وہ رب العالمین ہے بلکہ بعض ربوبیت کا جحود کیا ہو اللہ پاک اُس شخص پر رحم کرے جو اپنی جان کا خیر خواہ ہے اور ان مہمات کا تفطن کرتا ہے اور کلام اہل علم سے اس بات کا سائل ہے کہ انھوں نے اس سورت کی تفسیر یوں کی ہے یا نہیں اس لیے کہ علماء صاحب صراط مستقیم ہیں تفسیر الدین کی تفسیر نزدیک جمہور مفسرین کے وہی ہے جو خود اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمائی وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ جو یہ بیان تفسیر کے معنے پوچھے ہیں اُس نے وجہ تخصیص ملک ہونے کی اُس دن میں معلوم کرلی لیکن لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ جاننا کہ اللہ تعالیٰ ہر شے کا مالک ہے کیا یوم دین کیا غیر اس کا [illegible]

کبیرہ ہے کہ اُس کی شناخت پر دخول جنت کا نصیب ہوتا ہے اور اُس کے جہل سے دوزخ میں جانا پڑتا ہے

بعض اہل علم نے فرمایا ہے فیالہا من مسئلۃ لو دخل الرجل فیھا اکثر من عشرین سنۃ ثم لم یفہمہا

حقہا یعنے اگر کوئی شخص اس مسئلہ کو معلوم کرنے کے لیے بیس برس تک سفر کرے تو بھی حق اس مسئلہ کا پورا نہ ہو

اب یہ معنی کہاں اور اس معنی پر ایمان لانا کہاں قرآن پاک میں یہ صراحت اور حدیث شریف میں یا ارشاد کہ یا

فاطمۃ بنت محمد لا اغنی عنک من اللہ شیئا اور پھر صاحب بردہ یوں کہیں ؎

ولن یضیق رسول اللہ جاہک بی	اذا الکریم تحلی باسم منتقم	فان لی ذمۃ منہ بتسمیتی
محمدا وھو اوفی الخلق بالذمم	ان لم یکن فی معادی اخذا بیدی	فضلا والا فقل یا زلۃ القدم

اب شخص ناصح نفس خود ان ابیات میں ذرا غور کرے کہ ان کے معنے کیا ہوئے جس پر کہ ایک گروہ عباد کا معتقد

ہے اور دعوئ عالم ہونے کا رکھتا ہے اور اس قصیدہ کی تلاوت کو قرآن عظیم کی تلاوت پر اختیار کرتا ہے

بھلا کیا دل میں بندے کے تصدیق ان ابیات کی اور تصدیق اس قول خدا کی لا تملک نفس

لنفس شیئا والامر یومئذ للہ اور اس حدیث کی یا فاطمۃ بنت محمد انقذی نفسک

من النار فانی لا اغنی عنک من اللہ شیئا مجتمع ہو سکتی ہے لا واللہ یہ اجتماع ہرگز نہیں

ہو سکتا کیا کسی شخص کا دل اس بات کی گواہی دے سکتا ہے کہ موسے و فرعون دونوں صادق

تھے یا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ابو جہل دونوں حق پر تھے ؎

واللہ ما استویا ولن یتلاقیا	حتی تشیب مفارق الغربان

بس جس شخص نے اس مسئلے کو پہچان لیا ہے اور قصیدہ بردہ کو اور اس کی آشفتہ حالوں کو بھی جان

لیا ہے وہ اس امر کا بھی عارف ہے کہ اسلام غریب ہو گیا ہے مسلمانی در کتاب و مسلمانان در گور اور وہ یہ بھی

جانتا ہے کہ یہ علماء اور ان کی ہمارے ساتھ عداوت اور حلال کر لینا ان کا ہمارے خون و اموال و عورات کو کچھ تکفیر و قتال کی وجہ سے

نہیں ہے بلکہ آغاز اس تکفیر و قتال کا خود ان کی طرف سے ہے وہ ہم سے ان آیات پر لڑتے ہیں فلا تدعوا مع اللہ

احدا و قولہ اولئک الذین یدعون یبتغون الی ربہم الوسیلۃ ایہم اقرب وقولہ لہ دعوۃ الحق والذین

یدعون من دونہ لا یستجیبون لہم بشیء الآیۃ سو یہ بعض معانی مالک یوم الدین کے ہوئے باجماع جمیع مفسرین

اور خود ہی تفسیر اس جملہ کی فرمائی ہے سورۃ اذا السماء انفطرت میں فرمایا ہو جس طرح کہ اوپر گذر چکا و ما ادراک

ما یوم الدین ... وشعر ہیں ہا ہم کہ ان الحق لا یتبین الا بالباطل ... وبضدھا تتبین الاشیاء ...

[illegible]

جلیل علیہما الصلوٰۃ والسلام علے الاجمال والتفصیل کا شناسا ہو جائے اور تیل حشر انکے ہمراہ ہو اور دن جزا کے تو حوض سے روکا نہ جائے جسطرح کہ تارک و مانع انکے طریق کا روکا جائیگا اور شاید تو دن قیامت کے صراط مستقیم سے گذر کر جائیگا اور تیرے پاؤن لغزش نکرین جسطرح کہ ان لوگون کے پاؤن ڈگ جاوینگے جو کہ راہ رست ملت ابراہیم علیہ السلام و دین قویم محمد صلے اللہ علیہ علے آلہ وسلم سے اسجگہہ دنیا مین متزلزل ہوگئے ہین ٥

کسانیکہ زین راہ برگشتہ اند
برفتند و بسیار سرگشتہ اند
خلاف پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
مپندار سعدی کہ راہ صفا
توان رفت جز در پے مصطفے

اب یہ چاہیے کہ بندہ ہمیشہ اس عائے فاتحہ کو ہمراہ حضور دل اور خوف و تضرع و تذلل کی جناب اعلاے واقدس خداوندی مین کیا کرے اور اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کے معنے عبادت کہتے ہین کمال خضوع و خاکساری اور نہایت درجے کی محبت و خوف و ذل کو معمول کو اسجگہہ مقدم کیا ہے اور واسطے حصر و اہتمام تام کے مکرر فرمایا ہے یعنے ہم سب کسی کو نہین پوجتے مگر تجھ کو اور بھروسا نہین کرتے مگر تجھ پر یعنی بکمال طاعت ہو اور تمام دین کا مرجع طرف انہین دو معنون کے ہے پہلا جملہ تبری ہے شرک سے بانواعہ اور دوسرا جملہ تبری ہے اپنے حول و قوت سے پس اِیَّاكَ نَعْبُدُ کے یہ ہوئے اِیَّاكَ نُوَحِّدُ یعنے ہم اپنے رب کے ساتھ ہین اسکی عبادت مین کسیکو شریک نہین کرتے ہین فرشتہ ہو یا پیغمبر پیر ہو یا شہید جن ہو یا انس شیطان ہو یا کوئی نشان جسطرح کہ اللہ تعالے نے صحابہ کو فرمایا ہے وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ٥ اب اس آیت مین تامل کر کے حق ربوبیت کو پہچاننا چاہیے جسکو جھوٹے مسلمان نام کے مومن ہر کسی کی طرف منسوب کرتے ہین صحابہ اگر یہ کام ساتھ انبیا و رسل کے کرتے تو دین اسلام سے کافر ہو جاتے تو اب جو شخص کہ یہ کام ساتھ سالار مدار قطب صاحب پیر ہمے کے کرے بطریق اولی کیونکر کافر نہ ہوگا بلکہ کافرون سے بھی بدتر ہے کہ جو کام اہل جاہلیت نے ساتھ اصنام و اوثان کے نہین کیے تھے وہ کام یہ نام کے مسلمان جھوٹے کلمہ گو ساتھ اولیا اور انکے قبرون کے کرتے ہین ان گور پرستون پیر پرستون بسنت تو جہال زمانہ جاہلیت کے بھی کان کترتے ہے ٥

	پدرم جنت جاوید بہ گندم بفروخت	ناخلف باشم اگر من بجوے نفروشم	

لفظ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ مین دو امر ہین ایک سوال اعانت کا طرف سے اللہ پاک کے اور یہ توکل ہے دوسرے تبرا اپنے حول و قوت سے طلب کرنا اعانت کا طرف سے اللہ کے جسطرح کہ اوپر گذر چکا ہے منجملہ نصف حصّہ عبد کے ہے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ دعاے صریح ہے اور یہ حظ ہے بندے کا اللہ سے گویا بندہ کمال تضرع و الحاح سے یہ سوال کرتا ہے کہ مجھکو تو یہ مطلب عظیم روزی کر کہ اس مطلب سے بڑھکر اور فضلتر کسی کو دنیا و آخرت مین کوئی مطلب نہین دیا گیا ہے جسطرح کہ اللہ تعالے نے اپنے رسول پر بعد فتح کے یہ منت رکھی ہے اور فرمایا ہے وَیَھْدِیَکَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا مراد ہدایت سے اسجگہہ ارشاد و توفیق ہے اب بندہ اپنی ضرورت مین طرف اس مسئلے کے تامل کرے کیونکہ یہ ہدایت متضمن ہے علم نافع و عمل صالح کو بروجہ استقامت و کمال و ثبات یہانتک کہ اللہ پاک سے جا ملے صراط کہتے ہین کہلی ہوئی سیدہی راہ کو جس مین کوئی کجی نہ ہو مراد اس راہ سے وہ دین ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر نازل ہوا ہے یہ دین عبارت ہے اتباع کتاب و سنت سے پس جو امر خلاف اس اتباع کے ہے وہ کج ہے نہ راست اگر یہ کجی عقیدے مین ہے تو شرک ہے اور اگر عمل مین ہے تو بدعت ہے یہ سیدھا رستہ ایک ہی ہے اور باقی جتنے رستے ہین سوا اسکے وہ سب کج اور صراط مستقیم سے منحرف ہین لہذا حدیث مین آیا ہے کہ شرک کے ستر در ہین اور بدعت کے بہتر ابن مسعودؓ کہتے ہین حضرتؐ نے ایک لکیر کہینچی پہر فرمایا یہ اللہ کی راہ ہے پہر اور لکیرین کھینچین داہین بائین اُس پہلی لکیر کے اور فرمایا یہ راہین ہین ہر راہ پر ان مین سے ایک شیطان ہے جو انسان کو طرف اُسکے بلاتا ہے اور یہ آیت پڑہی اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ اس حدیث مین اتباع کتاب و سنت کو صراط مستقیم فرمایا ہے اور سبل کو شرک و بدعت اور اُنکی پیروی سے نہی فرمائی ہے اصل نہی مین تحریم ہے جسطرح کہ اصل امر مین وجوب ہے اب جو کوئی حضرتؐ کی نہی پہ چلے اور آپ کے امر کو ترک کرے تو وہ شخص صریح گمراہ ہے اور صراط مستقیم سے منحرف و لہذا بہتر فرقون کو جو سبل مین داخل ہین ناری فرمایا ہے اور سالکین صراط مستقیم کو ناجی ٹھہرایا ہے اور کہا ہے کہ فرقہ ناجیہ وہ ہے جو میری اور میرے اصحاب کی راہ پہ ہے یہ

راہ وہی صراطِ مستقیم ہے جس کی وصیت اللہ پاک نے آیت مذکور مین فرمائی ہے اور سورہ فاتحہ مین ہمکو طریقہ اُسکے سوال کرنیکا سکہایا ہے صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ مراد منعم علیہم کو اسجگہہ یا تو اگلے انبیا اور اُنکے اصحاب باصفا ہین جو خالص توحید پر گذرے ہین اور توحید الوہیت وربوبیت کی قائل فاعل تھی یا ہمارے حضرتؐ اور اُنکے اصحاب عالی جناب ہین جو قرآن و حدیث کی ہمیشہ تابع و متبع رہے اور اس سیدہی راہ سے داہین بائین نہین ہوئے سو بندہ ہمیشہ ہر رکعت نماز مین اللہ سے یہ سوال کرتا ہی کہ مجہے اُنکی راہ دکہا اور بندے پر فرض ہے کہ وہ اللہ کی تصدیق کری اس بارے مین کہ یہ راہ جسکے سوال کرنیکی ہمکو ہدایت کی ہی یہی سیدہی راہ ہے اور جو طریق و علم یا عبادت برخلاف اس راہ کی ہے وہ مستقیم نہین ہی بلکہ معوج ہے اور خطوط یمین و شمال مین ہر خط پر ایک شیطان موجود ہے جو طرف اُس راہ کج کے اُسکو بلاتا ہے یہ پہلا واجب ہے اس آیت کا یہ اعتقاد بندے کو دل سے رکہنا چاہیے اور فریب شیطان سے بچے کہ مجملاً اعتقاد لائے اور تفصیل کو ترک کرے کیونکہ اکثر اہل ردّت یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ حضرتؐ حق پر ہین اور حضرتؐ کا مخالف باطل پر ہے پہر جب ایسی چیز سامنے اُن کے آتی ہی جسکو اُنکا جی نہین چاہتا تو پہر وہ مصداق اس آیت کے ہوجاتے ہین فَرِیْقًا کَذَّبُوْا وَفَرِیْقًا یَّقْتُلُوْنَ یہ عقیدہ اُنکا مثل اعتقاد اہل شرک کے ہے کہ خدا کو رب خالق و رازق و متصرف جانتے ہین لکن جب اُن سے کہو کہ تم سوا اللہ کے کسی کی عبادت نہ کرو کہ یہی شرک ہی تو قبول نہین کرتے اسیطرح اکثر لوگ یہ کہتے ہین کہ قرآن و حدیث پر ہمارا ایمان ہے لکن جب وقت امتحان کا آتا ہے تو قرآن و حدیث کو چہوڑ کر تیری میری بات کی سند پکڑتے ہین اسیکا نام تقلید و اتخاذ ہوئی ہے ولہذا اللہ تعالی نے تقلید کو اہل شرک و کفر سے حکایت کیا ہے اور ہوی کو معبود صاحب ہوی کے ٹہیرایا ہے اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـہَہٗ ہَوٰاہُ اور جب کسی شخص کا معبود سوا اللہ کے ہے وہی ہے مشرک اور راہ راست سے منحرف ہے

فَالْکُفْرُ لَیْسَ سِوَی الْعِنَادِ وَرَدِّ مَا	جَاءَ الرَّسُوْلُ بِہٖ لِقَوْلِ فُلَانِ
فَانْظُرْ لَعَلَّکَ ہٰکَذَا دُوْنَ الَّتِیْ	قَدْ قَالَہَا فَتَبُوْءَ بِالْخُسْرَانِ

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ مراد اُن لوگون سے جنپر غصہ ہوا وہ علما ہین جنہون نے اپنے علم پر عمل نہ کیا اور مراد اُن سے جو گمراہ ہوگئے وہ لوگ ہین جو عمل بلا علم کے کرتے ہین اوّل

صفت یہود کی ہے اور ثانی صفت نصاریٰ کی ولہذا سفیان بن عیینہ نے کہا ہے مَنْ فَسَدَ مِنْ عُلَمَائِنَا فَفِيهِ شَبَهٌ مِنَ الْيَهُودِ وَمَنْ فَسَدَ مِنْ عُبَّادِنَا فَفِيهِ شَبَهٌ مِنَ النَّصَارَىٰ بہت سے لوگ جب تفاسیر میں دیکھتے ہیں کہ یہود مغضوب علیہم ہیں اور نصاریٰ ضالین تو جاہل آدمی کو یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ آیت انہیں کے ساتھ خاص ہے حالانکہ رب نے اسپر یہ بات فرض کی ہے کہ وہ یہ دعا کرے اور اُن صفات والوں کے طریق سے پناہ مانگے سو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اُس کو یہ دعا سکھائے اور اُسپر یہ سوال کرنا فرض کرے لیکن مراد حذر کرنا اُسکا اُن کے فعال سے نہ ہو یہ تو بالکل بدگمانی ہے ساتھ اللہ کے بلکہ مطلب اللہ کا اس تعلیم سے یہی ہے کہ مومن اعتقاد و اعمال و اقوال و حرکات و سکنات و احوال سے اِن دونو فرقہ مغضوب و گمراہ کے حذر کرے اور انکی مشابہت سے ہزار کوس بھاگے اسلیے کہ قرآن میں فرمایا ہے وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ اور حدیث شریف میں آیا ہے مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ اب دیکھو کہ حذر کرنا تو کجا جو شخص آجکل یہ بات کہتا ہے کہ تم مطابق مضمون فاتحہ کے عمل کرو یعنے سیدھی راہ چلو اور صراط مستقیم اتباع کتاب و سنت پر چلو اور طریقہ مخالفین دین اسلام کو چھوڑو اور تقلید رجال سے بھاگو اور نصوص قرآن و حدیث کو پکڑو اور محدثات امور سے بچو اور انواع شرک و اقسام بدعت سے دور رہو تو یہ خود اُسی بچارے داعی الی اللہ اور مرشد و ہادی کو گمراہ سمجھتے ہیں اور مبتدع جانتے ہیں بلکہ اُسکی تکفیر کرتے ہیں ؎

يَا فِرْقَةً جَهِلَتْ نُصُوصَ نَبِيِّهَا	وَمَقْصُودَهُ وَحَقَائِقَ الْإِيمَانِ
فَسَطَوْا عَلَى أَتْبَاعِهِ وَجُنُودِهِ	بِالْبَغْيِ وَالتَّكْفِيرِ وَالطُّغْيَانِ
لِلّٰهِ حَقٌّ لَا يَكُونُ لِغَيْرِهِ	وَلِعَبْدِهِ حَقٌّ هُمَا حَقَّانِ
لَا تَجْعَلِ الْحَقَّيْنِ حَقًّا وَاحِدًا	مِنْ غَيْرِ تَمْيِيزٍ وَلَا فُرْقَانِ

آمین فاتحہ میں داخل نہیں ہے لیکن آمین ہی لفظ و معنی دعا ہے یعنے اے اللہ تو ہماری اِس تمنا و دعا کو قبول فرما سو جاہل کو یہ بات بتا دینا چاہیے تاکہ وہ اس لفظ کو کلام خدا نہ سمجھ لے بالجملہ سورۂ فاتحہ میں کئی مسائل ہیں ایک یہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ اس میں توحید خالص ہے دوسرا مسئلہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ہے اس میں متابعت حق ہے تیسرا ارکان دین میں سے حب رجا و خوف سو حب جملہ اولیٰ میں ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اور رجا جملہ دوم میں اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

ہیں ان دونوں کو سوا تمیز و فرق کے ایک کر دے ۱۲

اورخوف جملہ سوم مین مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ جو بہتا ہلاک ہوتا ہے اکثر لوگون کا جہل مین آیۃ اولی سی یعنی استغراق الحمد للہ کا اور استغراق ربوبیت عالمین کا پانچوان بیان ہے اول منعم علیہم اور اہل غضب ضلال کا چہٹا ذکر ہے منعم علیہم کا بطور کرم و حمد ساتوان ظہور قدرت مجد کا ہو ذکر مغضوب علیہم ولا الضالین مین آٹھوان دعاے فاتحہ ہے ہمراہ اسکی ل کہ قلب غافل کی دعا قبول نہین ہوتی ہے

حسن دعاے تو گر مستجاب نیست مرنج
ترا زبان دگر و دل دگر دعا چہ کند

نوان جملہ یہ ہے صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اسمین دلیل ہے حجیت اجماع پر اگر وجود اسکا ہو دسوان مسئلہ ہلاک ہے انسان کا جبکہ وہ طرف اپنی نفس کے حوالہ کردیا جاے گیارہوان مسئلہ نص ہی توکل پر جبکہ انسان اپنے اوپر بہروسا کر بیٹھے بارہوان مسئلہ تنبیہ ہے بطلان شرک پر تیرہوان مسئلہ تنبیہ ہے بطلان بدع پر چودہوان مسئلہ آیات فاتحہ مین انسان اگر اس سورت کی ہر آیت کو بخوبی سمجہ لے تو فقیہ کامل ہو جاے اہل علم نے ہر آیت کے معنے مین ایک تصنیف مفرد کی ہے۔

ف احادیث مین جو ترغیبات بابت قرأت قرآن و تلاوت و تعلم و تعلیم کتاب اللہ کے آئے ہین اور وہ بہت کثرت سے ہین سو وہ سب تلاوت و تعلم و تعلیم فاتحہ پر بھی مترتب ہوتے ہین اسلیے کہ فاتحہ اللہ پاک کا کلام ہے اور افضل و اجمع کلام ہے و لہٰذا بالخصوص فضائل اس سورت مبارکہ کے آئے ہین حدیث ابو سعید بن المعلیٰ مین فرمایا ہے هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ اُوْتِيْتُهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ اطلاق لفظ قرآن عظیم کا اس سورت مختصر پر دلیل ہی کمال عظمت پر اس کلام عالی مقام کی ابی بن کعب سے فرمایا تھا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا اُنْزِلَ فِي التَّوْرَاةِ وَلَا فِي الْاِنْجِيْلِ وَلَا فِي الزَّبُوْرِ وَلَا فِي الْفُرْقَانِ مِثْلُهَا وَاِنَّهَا سَبْعٌ مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ اُعْطِيْتُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَرَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحَيْهِمَا وَالْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ یہ حدیث نص قطعی ہے عظمت پر اس سورت کی اسلیے کہ اول حضرت نے قسم کہائی واسطے تاکید امر مابعد کے اور حضرت کی قسم بلاشک و شبہ سچی ہے پہر اسکو ہر چہار کتب آسمانی سے بہتر ٹھہرایا کیونکہ کہا کہ اس جیسی سورت فاضلہ جامعہ کسی کتاب سابق مین نہین اتری حتی کہ قرآن مین بھی اسکے جوڑ کی کوئی سورت درباب اپنے معانی خاصہ کے نہین ہے اس سے زیادہ اور کیا مبالغہ ہو سکتا ہے کہ یہ جزو

کل سے بڑھکر ٹھیرا اور خود اس مقدار قلیل کو قرآن عظیم فرمایا ہے مثانی اسلیے کہا گیا تو یہ دو بار اتری
ہے ایکبار مکے مین اور بار دیگر مدینے مین سو یہ تثنیہ نزول بجائے خود ایک دلیل قوی ہے اسکی
فضیلت وشرف پر یا یہ ہر نماز مین بار بار پڑہی جاتی ہے حدیث انس مین آیا ہے کہ حضرت مے نے
ایک شخص سے جو قریب آپکے سفر مین اترا تہا فرمایا اَلَا اُخْبِرُكَ بِاَفْضَلِ الْقُرْاٰنِ قَالَ بَلٰی فَتَلٰی اَلْحَمْدُ
لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِهٖ وَالْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ اس جگہہ
اس سورت کو افضل قرآن ٹہیرایا ہے ولله الحمد اور حدیث ابوہریرہ کی جسمین کہ یہ کہا تہا نِصْفُهَا لِیْ
وَنِصْفُهَا لِعَبْدِیْ پہلے گذر چکی ہے اور وہ حدیث قدسی ہے ابن عباس کہتے ہین حضرت جبریل ع
پاس آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم کے بیٹھے تھے کہ اتنے مین ایک آواز اوپر سے سنی جبریل نے کہا
یہ ایک دروازہ ہے آسمان کا جو آج کہلا ہے پہلے کبہی نہین کہلا تہا پہر ایک فرشتہ اس دروازے سے
اترا کہا یہ فرشتہ کبہی زمین پر نہین آیا تہا مگر آج کے دن اس فرشتے نے سلام کیا اور کہا اَبْشِرْ
بِنُوْرَیْنِ اُوْتِیْتَهُمَا لَمْ یُؤْتَهُمَا نَبِیٌّ قَبْلَكَ فَاتِحَةُ الْکِتَابِ وَخَوَاتِیْمُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ
لَنْ تَقْرَءَ بِحَرْفٍ مِّنْهُمَا اِلَّا اُعْطِیْتَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالنَّسَائِیُّ وَالْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی
شَرْطِهِمَا **ف** حدیث ابوہریرہ مین مرفوعاً آیا ہے کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَا یُبْدَاُ فِیْهِ بِبِسْمِ
اللّٰهِ فَهُوَ اَجْذَمُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ یعنی جس عمدہ کام کو بسم الله سے
شروع نہین کرتے وہ بے برکت ہو جاتا ہے اور ابن عمر مرفوعاً کہتے ہین کَانَ جِبْرِیْلُ اِذَا جَاءَ
بِالْوَحْیِ اَوَّلَ مَا یُلْقِیْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِیُّ یہ دلیل ہے اثبات پر کہ
بسملہ ایک آیت مستقل ہے ہر سورت کی شعبی نے کہا بسم الله اسم اعظم ہے بخاری کا لفظ جابر سے
یہ ہے اِسْمُ اللّٰهِ الْاَعْظَمُ هُوَ اللّٰهُ اَلَا تَرٰی اَنَّهٗ فِیْ جَمِیْعِ الْقُرْاٰنِ یُبْدَاُ بِهٖ قَبْلَ کُلِّ اِسْمٍ حضرت
علی مرتضی کہتے تہے جب تو کسی ورطے مین پڑے تو بسم الله الآیۃ اور حوقلہ کہہ الله جو انواع بلا یا
چاہتا ہے وہ اس کہنے کے سبب سے دور کر دیتا ہے رَوَاهُ ابْنُ السُّنِّیِّ وَالسُّیُوْطِیُّ عَنْ عَلِیٍّ ابْنِ عَبَّاسٍ
نَحْوَهٗ مُطَوَّلًا اور دربارہ سورہ فاتحہ صحیحین مین آیا ہے وَمَا یُدْرِیْكَ اَنَّهَا رُقْیَةٌ اور بعض
روایات مین فرمایا ہے شِفَاءٌ مِّنْ کُلِّ دَاءٍ حدیث معقل بن یسار مین یون آیا ہے کہ فاتحہ
نیچے زیر عرش سے دی گئی ہے رَوَاهُ الْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ کتاب الدار والدوارمین

اتقن برکتنا کہہ سارے قرآن میں بہا ہے بہ شروع کیا جاتا ہے ۱۲ اسکا ابن السنی احمد بیہقی نے ابن عباس سے اسیطرح روایت کیا ہے ۱۲

بیان رقیہ کا ساتھ فاتحہ کے لکھا گیا ہے وللہ الحمد ایک جماعت اہل علم نے تفسیر فاتحہ کی مستقل طور پر لکھی ہے اور بعض نے مسائل علوم کثیرہ اس کی استخراج کیے ہین کتاب منازل السائرین اور اسکی شرح مدارج السالکین اور رسالہ تجرید التوحید المفید للمقریزی گویا تفسیر فاتحہ ہین صاحب کتاب دین خالص وغیرہ نے تیس مواضع مین اس سورت سے توحید پر استدلال کیا ہے وللہ الحمد اس جگہہ یہ بیان اس سورت کا علاوہ اس بیان کے ہے جو کہ فتح البیان اور ترجمان القرآن مین لکھا گیا ہے

	در بند آن مباش کہ مضمون نماندہ ست		صد سال میتوان سخن از زلف یار گفت	

غرضکہ پہلے بسم اللہ توحید کی یہی بسملہ و فاتحہ ہے جس نے اسکے معنے سمجھکر عمل کیا تو وہ موحد خالص ہوا اور ناجی ٹھیرا اور جس نے برخلاف اسکے عقیدہ و عمل رکھا وہ مشرک یا بدعتی ہوا اللہم احفظنا

	كُنْ كَيْفَ شِئْتَ فَاِنَّ اللّٰهَ ذُوْ كَرَمٍ اِلَّا اثْنَتَيْنِ فَلَا تَقْرَبْهُمَا اَبَدًا		وَمَا عَلَيْكَ اِذَا اَذْنَبْتَ مِنْ بَاْسٍ اَلشِّرْكَ بِاللّٰهِ وَالْاِيْذَاءَ لِلنَّاسِ	

سورۂ کافرون

اس سورت شریف کو حدیث ابن عمرؓ مین برابر ربع قرآن کے ٹھیرایا ہے اَخْرَجَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ وَّالطَّبَرَانِيُّ نوفل بن معاویہ اشجعی نے کہا تہا اے رسول خدا مجھے کچھ سکھا دو کہ مین بستر پر جا کر پڑہا کرون فرمایا کافرون پڑہکر سویا کر کہ یہ برات ہی شرک سے اَخْرَجَهٗ اَحْمَدُ وَاَهْلُ السُّنَنِ ابن عباسؓ کا لفظ یہ ہے کہ فرمایا کیا مین تمکو ایسا کلمہ نہ بتادون جو تمکو اشراک باللہ سے نجات دے تم سورہ کافرون وقت سونیکے پڑہا کرو اَخْرَجَهٗ اَبُوْ يَعْلٰى وَالطَّبَرَانِيُّ حدیث زید بن ارقمؓ مین رفعًا آیا ہے جو ملا اللہ سے یہ دو سورتین لیکر اسپر کچھ حساب نہین کافرون و قل ہو اللہ احد اَخْرَجَهُ ابْنُ مَرْدُوْيَةَ وجہ اسکی یہ ہے کہ ان دونو سورتون مین ذکر اخلاص توحید اور رد شرک کا ہے اسلیے جو کوئی مطابق انکے عقیدہ رکھیگا اور عمل کرکے اللہ سے ملیگا تو اللہ اسکی مغفرت کرے گا ولہذا زید بن حارثہ سے فرمایا تہا کہ جب تو بستر پر آئے تو ان دونون سورتون کو آخر تک پڑھ لے کہ یہ برات ہی شرک سی پڑہنا ان دونون سورتون کا سوتے وقت اسلیے ارشاد کیا کہ اگر اس رات مین مر جائے گا تو موحد مرے گا شرک سی بری رہے گا وللہ الحمد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ وَلَآ اَنَا
عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ترجمہ تو کہہ اے
منکرو مین نہین پوجتا جسکو تم پوجو اور نہ تم پوجو جسکو مین پوجون اور نہ مجہ کو پوجنا جسکو تمنے پوجا
اور نہ تمکو پوجنا جسکو مین پوجون تمکو تمہاری راہ اور مجھکو میری راہ۔ توضیح قرآن مین کہا ہے یعنی تمنے
ضد باندہی اب سمجہانا کیا فائدہ جب تک اللہ تعالے فیصلہ کرے انتہی۔ ابن کثیر نے کہا یہ سورت بیزاری
ہو اس عمل سے جو مشرک کرتے ہین اسمین حکم ہے اخلاص توحید کے اختیار کرنے کا لفظ کافرون
شامل ہے ہر کافر کو جو روے زمین پر ہے اگرچہ مخاطب والا اس خطاب و مواجہت کی کفار قریش تھے
کہا ہے کہ وہ حضرت کو اپنے جہل سے یہ کہتے تھے کہ ایک سال تم ہمارے بتون کو پوجو ایک سال ہم تمہارے
معبود کو پوجین گے اسپر یہ سورۃ اتری اللہ پاک نے فرمایا اے پیغمبر تم انکے دین سے بالکل بیزار
ہو جاؤ اور کہدو کہ جسکو تم پوجتے ہو یعنے اصنام و انداد و اوثان مین انکو ہرگز نہین پوج سکتا اور نہ
جسکو مین پوجتا ہون یعنے اللہ وحدہ لا شریک لہ تم اسکو پوجو گے پہر دوبارہ یہی فرمایا کہ مین
عبادت مین تمہاری راہ پر نہین چل سکتا اور نہ تمہارا مقتدی ہو سکتا ہون مین تو اللہ کی عبادت بمطابق
اسکی رضا محبت کے کرتا ہون اور کرونگا تم اسکے حکم و شرع کی اسکی عبادت کرنے مین پیروی نہیں
کرتے بلکہ تمنے اپنے جی سے ایک نئی چیز نکالی ہے کما قال تعالے اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ
وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى پس حضرت نے انکے سارے اعمال
سے تبرا کیا کیونکہ عابد کو ایک معبود درکار ہوتا ہے جسکی وہ عبادت کرے اور اسکی راہ پر چلے۔
چنانچہ رسول اور اتباع رسول نے اللہ تعالے کو موافق اسکی شرع کے پوجا ولہذا کلمہ اخلاص لَآ
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے یہی معنے ہین کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہ ہوا اور نہ سوا
اسکی راہ کے جو رسول لائے ہین کوئی راہ ہو رہے مشرک کافر سو عابد غیر اللہ ہین جسکا اللہ نے
حکم نہین دیا ولہذا حضرت نے ان سے کہدیا کہ تمہارا دین تمہارے لیے ہے اور ہمارا دین ہمارے لیے
کما قال سبحانہ وتعالی وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ اَنْتُمْ بَرِيْٓــُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ
وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ اور فرمایا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ بخاری نے کہا یعنے تمکو تمہارا دین
کفر ہے اور مجہ کو میرا دین اسلام بعض نے کہا اس آیت کے یہ معنے ہین کہ بن لا سدم نہین پوجتا جو تم

پوجتے ہو اور نہ مین باقی عمر اپنی مین تمہاری بات مانون اور نہ تم اُسکو پوجوگے جسکو مین پوجتا ہون
یہ وہی لوگ ہین جنکے حق مین فرمایا ہے وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ طُغْيَانًا
وَّكُفْرًا ۱ امام شافعی وغیرہ نے لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ سے اس بات پر استدلال کیا ہو کہ کفر ملت واحد
ہے یہود نے نصاری سے اور نصاری نے یہود سے یہ ملت اخذ کی ہے کیونکہ ان مین ولائی آپسمین نسب یا
سبب ہے جسکے وہ متوارث ہوتے ہین غرضکہ اسلام کے سوا جتنے ملل ونحل وادیان ومذاہب ہین باطلان
مین سب ملل ایک چیز کے ہین حافظ ابن القیم نے بدائع الفوائد مین اس آیت کے نیچے دس فصلے لکھے
ہین اور کہا ہے کہ نفی محض اس سورت عظیمہ کا خاصہ ہے اسلیے کہ یہ سورت برأت ہی شرک سے جس
طرح کہ حدیث مین آیا ہے مقصود اعظم اس سے یہی بیزاری مطلق ہے درمیان موحدین ومشرکین
کے ولہذا واسطے تحقیق برأت کے جانبین مین حرف نفی لایا گیا ہے حالانکہ صریحًا متضمن اثبات ہے
یعنے لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ برأت محض ہے وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ اثبات معبود برحق
ہے جسکی عبادت سے یہ مشرکین بری ہین پس یہ سورت بسبب اس تضمن معنی نفی واثبات کے مطابق قول
امام الحنفا کے ہے إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي اور موافق فرقہ توحید کے بھی کہ
وَإِذِ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ کو لہذا حضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ان دونون سورتون
کو سنت صبح ومغرب مین پڑہتے تھے اسلیے کہ یہ سورہ اخلاص مین مشتمل ہین ہر دو نوع توحید پر جن
بغیر کسی بندے کو نجات وفلاح نہین ہو سکتی ہے وہ دو نوع یہ ہین ایک علم واعتقاد اللہ کی تنزیہ
کا شرک وکفو وولد ووالد سے کیونکہ اللہ احد صمد لم یلد ولم یولد ہے دوسری نوع توحید کی قصد و
ارادہ ہے کہ سوا اللہ کے کسی کی عبادت مقصود ومراد نہ ہو اور کسی کو اسکی عبادت مین شریک نہ کرے
بلکہ نرا اکیلا اللہ ہی معبود ٹھہرے سو یہ سورت اس مقصد محمود پر بخوبی مشتمل ہے اور غرض تکرار عبارت
سے تاکید وقطع طمع کفار ہے اجابت رسول سے مراد دین سے یہ ہو کہ تم کفر وشرک پر راضی ہو اور مین توحید
واسلام پر راضی ہون یا تمکو تمہارے عمل کی جزا ملے گی اور مجھکو میرے عمل کی اسلیے کہ دین بمعنی جزا بھی
آتا ہے كَمَا تَدِينُ تُدَانُ جسنے کہا کہ یہ آیت یا یہ ساری سورت منسوخ ہے اُس نے غلطی کی بلکہ یہ
سورت محکم ہے اسمین دخول نسخ کا محال ہے یہ تو مؤکد اخلاص توحید ہے ولہذا اسکو سورہ اخلاص
کہتے ہین اور اسمین برأت محض ہر شرک وکفر سے یعنے مین ہرگز تمہاری موافقت نہ کرون گا

اسلیے کہ تمہارا دین بالکل باطل ہی اور وہ تمہاری ساتھ مختص ہے میری شرکت اسمین لیعنی جہ اور تم
اس دین حق مین میری شرکت نہین کرتے ہو تو یہ غایت درجے کی برات ہوئی اقرار کہان ہے
جسکی بنیاد پر نسخ کہا جائے یا تخصیص ٹھیری یہی حکم اُس برات کا ہے جو درمیان اتباع رسول و
اہل سنت اور درمیان اہل بدع وضلال کے ہے خلفاء و ذریت رسول نے بھی مشرکین و کفار سے
یہی بات کہی تھی لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلَنَا دِیْنُنَا اس سے یہ لازم نہین آیا کہ انہون نے انکو انکی بدعت
پر مقرر کر رکہا تہا بس اس کہنے مین اپنی برات کا اظہار کیا تہا معہذا وہ مشرکین پر جہاد کرتے تھے
اور مبتدعین پر رد فرماتے اِنْتَھٰی مَا قَالَہُ ابْنُ الْقَیِّمِ مُلَخَّصًا اب جو مسلمان معنی اس سورت کے
بخوبی سمجھ لیگا وہ شرک و عبادت غیر اللہ سے بری ہو جائیگا اور جس نے اس سورت کو پڑھا اور سمجھا
اور موافق اسکے عمل نہ کیا اور عتقاد نہ رکھا تو وہ منافق ہی یا مشرک کافر اسکا ظاہر موافق باطن کے نہ ہو عیاذا باللہ

سُوْرَۃُ قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ

اس سورت کے نام بہت ہین مشہور نام اسکا سورۂ اخلاص ہے ان نامون کو خطیب نے ذکر کیا ہے کثرت
نامون کی دلیل ہی شرف مسمی پر اس سورت مین توحید کی صراحت اور بت پرستون پر رد اور قائلین
تثنیہ و تثلیث پر انکار ہے یہ سورت چار یا پانچ آیت ہی بعض نے کہا مکی ہی اور بعض نے کہا مدنی ہی
ابی بن کعب کہتے ہین مشرکون نے حضرت سے کہا تہا کہ اے محمد تم ہمکو نسب اپنے رب کا بتاؤ اسپر اللہ نے
یہ سورت نازل کی جو شے پیدا ہوتی ہے وہ مرتی ہی اور جو مرتی ہے وہ موروث ہوتی ہے اللہ تعالے
نہ مرے اور نہ کوئی اسکا وارث ہی اللہ کا کوئی شبیہ و عدیل نہین ہی لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ رَوَاہُ اَحْمَدُ
وَالْبُخَارِیُّ فِیْ تَارِیْخِہٖ وَابْنُ قُتَیْبَۃَ وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ اسکو ترمذی نے بھی ابو العالیہ سے مرسلا
روایت کیا ہی اور ذکر ابی بن کعب کا نہین کیا اور کہا کہ یہ اصح ہے جابر کہتے ہین ایک اعرابی نے اکر
حضرت سے کہا اِنْسِبْ لَنَا رَبَّکَ اسپر یہ سورت آئی اَخْرَجَہُ الطَّبْرَانِیُّ وَالْبَیْہَقِیُّ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ وَغَیْرُھُمْ
وَحَسَّنَ السُّیُوْطِیُّ اِسْنَادَہٗ ابن مسعود کا لفظ یہ ہے کہ قریش نے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا
اِنْسُبْ لَنَا رَبَّکَ اسپر آیت نازل ہوئی اَخْرَجَہُ اَبُو الشَّیْخِ وَالطَّبْرَانِیُّ دوسرا لفظ ابن عباس کا یہ
ہی کہ یہود پاس حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آئے انمین کعب بن اشرف و حیی بن اخطب بھی تہا
اسنے کہا یا محمد صِفْ لَنَا رَبَّکَ الَّذِیْ بَعَثَکَ اسپر اللہ تعالے نے یہ سورت بھیجی رَوَاہُ

البیہقی سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے بیان اپنی نسب کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہ چھوڑا
بلکہ خود متکفل اس بیان عظیم الشان رفیع المکان کا ہوا اب جو کوئی ہم سے پوچھے کہ تمہارے رب
کا نسب یا وصف کیا ہے تو ہم کو چاہیے کہ ہم بھی یہی اوصاف اسکی جو اس سورت مین آئے ہین بیان
کر دین اور اپنی طرف سے کوئی عبارت مبتدعہ نکالین جسطرح کہ متکلمین اسلام نے واسطے شناخت
رب العالمین کے الفاظ جدیدہ ایجاد کیے ہین اور الفاظ نصوص چھوڑ دیے مثلاً کتب عقائد مین تعریف
معبود برحق کی یون کرتے ہین کہ وہ نہ جسم ہے نہ جوہر نہ عرض نہ متحیز نہ متبعض نہ داخل عالم نہ خارج عالم
نہ جہت مین ہے نہ عرش پر ونحو ذلک حالانکہ ان الفاظ کے موافق عقیدہ رکھنے مین کبھی تو انکار نصوص
صریحہ محکمہ کا لازم آتا ہے اور کبھی گرفتاری بدعت مین ہوتی ہے اسلیے کہ جب یہ الفاظ اور یہ خوض صحابہ
و تابعین و تبع تابعین سے ثابت نہین ہوا تو یہ عبارت بمقابلہ نص قرآن کے واسطے تنزیہ کے بنائی گئی ہے
تو سراسر محدث و بدعت ہوئی گو معنے اسکے کچھ منافی تنزیہ کے نہون اور استواء رحمن کا عرش پر بنص
قرآن وارد اور سنت مطہرہ جو حد تواتر معنوی بلکہ لفظی کو پہونچ گئے ہین ثابت ہے پھر نفی استواء کی مثلاً
اگر انکار آیہ الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى نہین ہے تو پھر کیا ہے اسیطرح علو خدا کا خلق پر بوجہ استواء
کے اور مبائن ہونا اسکا ساری مخلوق سے بذات خود براہین کتاب و حدیث سے ثابت ہے پھر نفی جہت
علو کی بیٹ ہے چہ ماناکہ لفظ جہت کا کسی آیت یا خبر مرفوع مین نہین آیا ہے اور سلف نے ساتھ اسکے تکلم
نہین کیا لیکن علو علی علی تو بہر حال منصوص قرآن و حدیث ہے انکار جہت سے انکار علو کا لازم نہین آتا
ہے ہان اگر کوئی قائل علو کا ہے مگر لفظ جہۃ نہین کہتا تو وہ عامل بالحدیث ہے اسی طرح جو اسمائے حسنے
سوائے الفاظ سورۂ اخلاص کے کتاب اللہ اور سنت مطہرہ مین آئے ہین وہ واسطے شناخت حق تعالی
کے کفایت کرتے ہین جیسے علیم سمیع بصیر قدیر رحیم کریم غفور قہار ونحوہا اور ہمکو حکم ہے کہ ہم اللہ تعالی
کو اُس کے ان نامون سے پکارین قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ
الْحُسْنٰى یہ ایک قسم کے اوصاف ہین اور دوسری قسم کے وہ وصف ہین جو ہم جنس استواء ہین جیسے ید و عین
و قدم ونحوہا یہ بھی بہت سے صفات ہین بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات اسی باب مین استقرا کر کے
لکھی ہے اور کتاب الجوائز والصلات بھی ان اسماء و صفات پر مع معانی کے مشتمل ہے سو یہی اسماء
و صفات واسطے معرفت و شناخت اللہ تعالی کی کفایت کرتے ہین انکے سوا جسقدر عبارتین اور

لفظین اہل کلام نے نکالی ہین وہ سب بدعت محض ہین ممکن نہین ہر کہ انکا قائل ومعتقد خلل اعتقاد وعمل سے محفوظ رہ سکے رہی یہ بات کہ بعض ان الفاظ صفات سی ظاہر مین تشبیہ یا تمثیل یا تجسیم نکلتی ہے سو علاج اس ظاہر کا اس کلمۂ اجمالی سے ہوجاتا ہے لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ اور جو صفات ایسی ہین جنکو سلف نے متشابہات مین کہا ہی جیسے قرب ومعیت ونحوہما وہان ایسقدر کافی ہر کہ موافق ظاہر ان الفاظ کے ایمان لاے اپنی عقل وخوض کو دخل نہ دے اور اللہ تعالی کو جملہ صفات مخلوقین سی منزہ جانے اور کسی جگہہ بھی کوئی تاویل نہ کرے کیونکہ یہ تاویل سلف سے ماثور نہین ہے بلکہ ایک شعبہ ہر تکذیب کا بڑی گمراہی بہتر فرقون کی اسی جگہہ سی ہوئی کہ انہون نے اپنی اوقات خوض مین ان صفات اور انکی کیفیات مین ضائع کیو اگر مجرد ایمان لانے پر اکتفا کرتے اور تاویل بارد وتوجیہ کاسد مین نہ پڑتے تو خاصے موحد مخلص ہوجاتے ولکن جب انہون نے مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ پر عمل نہ کیا اور انکے دل مین زیغ تھا تو وہ درپے متشابہات کی ہوگئے اور صراط مستقیم سے دور جا پڑے اور محکمات کو بھی ماؤل ٹھیرادیا حالانکہ رد متشابہات کا طرف محکمات کی چاہیے تھا نہ بالعکس بالجملہ جو مسلمان اپنے دین پر پختہ ہو اور یہ چاہے کہ وہ دنیا مین ایمان سی رہے اور ایمان پر مرے اس پر واجب ہر کہ وہ اللہ تعالی کو اس طرح پہچان رکھے جسطرح کہ خود اس نے ہمین اس سورۂ مبارکہ مین اور جابجا دیگر آیات قرآن مین اپکو پہنوایا ہے اور اسکے رسول نے اسکی وصاف اپنی سنن واحادیث مین ذکر فرمائے ہین اور رسول اللہ کی عبادت مین کسی کو صنم ہو یا وثن شریک نہ کرے اور گمان پرست پیر پرست گور پرست کوکب پرست ونحوہا نہ بنے تب کہین وہ موحد خالص اور لائق مغفرت کے ہوگا ورنہ مشرک کے لیے حکم خلود نار کا ہے اسی طرح جس کی بدعت عقیدہ وعمل مین سرحد کفر تک پہونچ گئی ہے جیسے روافض خوارج اور ان کے مثال وہ بھی مخلد فی النار ہوگا اسجگہ کچھ زیادہ بحث کرنا اس مضمون مدخول دجملۂ معترضہ سے مقصود نہین ہر بلکہ مقصد فقط ثابت کرنا توحید خالص کا ہر اس سورت اخلاص سی یہ سورت اپنے باب مین عظیم الشان ہے ولہذا ابی بن کعب سے رفعًا کہا ہر کہ جس نے یہ سورت پڑہی اس نے گویا ایک تہائی قرآن پڑھا اَخْرَجَهٗ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیْ وَغَیْرُهُمَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین ایک آدمی پاس حضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے آیا اور کہا اِنِّیْ اُحِبُّ هٰذِهِ السُّوْرَةَ فرمایا حُبُّكَ اِیَّاهَا اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ رَوَاهُ اَحْمَدُ

ف اسکو احمد اور بخاری وغیرہما نے روایت کیا ۱۲

ف یہ کتاب التوحید مین بخاری کی عبارت ہے ۱۲

التِّرْمِذِیُّ وَالْبَیْہَقِیُّ اس بارے مین کہ جسنے اس سورت کو پڑہا اُسکے گناہ چنین وچنان بخشے گئے
بہت سی حدیثین سنن وغیرہ مین آئی ہین لکن ضعیف غریب ہین اور بعض موضوع ہان ثلث قرآن
ہونا اسکا کئی طرح سے ثابت ہولہے بعض روایات صحیح اور بعض حسن ہین حدیث ابو سعید خدری
مین فرمایا ہے قسم ہے اُسکی جسکے ہاتھ مین ہے جان میری کہ یہ سورت برابر ثلث قرآن کے ہے
رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْبُخَارِیُّ وَغَیْرُہُمَا یہ سورت باوجود قصر کے جمیع معارف الٰہیہ پر شامل ہے اور
ملحد پر رد کرتی ہے حدیث مین اسکو ثلث قرآن کہا ہے کیونکہ مقاصد اس سورت کے محصور ہین
عقائد واحکام وقصص مین کشاف مین جو یہ کہا ہے کہ یہ برابر ساری قرآن کے ہے سو دوانی نے
کہا کہ مین نے یہ روایت کتب تفسیر وحدیث مین نہین دیکہی انتہے مین کہتا ہون کہ گو یہ روایت نہو
لکن معنے اسکے صحیح ہین جب ایکبار کا پڑہنا برابر تہائی قرآن کے ٹہیرا تو تین بار کا پڑہنا برابر ساری
قرآن کے بالیقین ہوگیا اس سورت کی فضیلت مین اگر اور کچہ نہ آتا مگر یہی ایک حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا
کی جو صحیحین وغیرہما مین ہے تو کفایت کرتی یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک
شخص کو ایک لشکر خورد مین بہیجا تہا وہ اپنے صحاب کو نماز پڑہاتا اور اسی سورت پر ختم کرتا وہ لوگ
جب پہر کر آئے حضرت سے ذکر کیا فرمایا اُس سے دریافت کرو کہ وہ کس لیے یہ کام کرتا ہے پوچہا
تو اُس نے کہا کہ یہ صفت رحمان کی ہے اور مین اُسکا پڑہنا دوست رکہتا ہون فرمایا اُسکو خبر کردو
کہ اللہ اُسکو دوست رکہتا ہے ہٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ فِی کِتَابِ التَّوْحِیْدِ دوسرا لفظ بخاری کا انس رضی اللہ عنہ
سے کتاب الصلوٰۃ مین یون ہے کہ ایک مرد انصاری مسجد قبا مین امامت نماز کی کرتا تہا جب کوئی
سورت نماز مین پڑہتا جو سورتین کہ نماز مین پڑہی جاتی ہین تو اُسکو اسی سورت سے آغاز کرتا کہ
پہلے قل ہو اللہ پڑہتا پہر کوئی اور سورت پڑہتا ہر رکعت مین اسی طرح کیا کرتا اُسکے صحاب نے اُس سے
اس بارے مین گفتگو کی کہ تو نماز کو اس سورت سے کیون شروع کیا کرتا ہے کیا تو اسکو کافی نہین
سمجہتا کہ دوسری سورت بہی پڑہتا ہے یا تو تو اسی سورت کو پڑہا کر یا اسکا پڑہنا موقوف رکہہ اور
دوسری سورت پڑہ اُس نے کہا مین اسکا پڑہنا ہرگز نہ چہوڑون گا تمہاری خوشی ہو تو مین امامت
کرون اور اگر خوشی نہ ہو تو امامت کرنا ترک کردون وہ لوگ اُسکو افضل جانتے تہے غیر کا امامت
کرنا پسند نہ کرتے جب حضرت کا جانا اُس طرف ہوا تو آپ سے یہ حال کہا فرمایا اے فلان

تجھ کو کون مانع ہے اس سے کہ تو اپنے اصحاب کے حکم پر چلے اور تو نے لزوم اس سورت کا ہر رکعت نماز مین کس لیے اختیار کیا ہے اُس نے کہا اِنِّیْ اُحِبُّهَا فرمایا حُبُّكَ اِیَّاهَا اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ یہ حدیث اس لفظ سے کئی طرح پر سوا بخاری کے اور ائمہ حدیث نے بھی روایت کی ہو یہ سورت متجرد ہے واسطے بیان توحید وصفات کے اس مین دلیل ہے شرف علم توحید پر علم کا شرف معلوم ہی کی وجہ سے ہوتا ہے سو اس علم کا معلوم اللہ تعالےٰ اور اُس کی صفات ہین کہ کون چیز اللہ کی وصف مین جائز ہے اور کون ناجائز تو اب اس سورت کی شرف منزلت وجلالت محل کا کیا پوچھنا توحید کے بیان مین اہل دین نے کتب مستقلہ لکھی ہین جیسے دین خالص تقویۃ الایمان ودعایۃ الایمان درنضید وتطہیر الاعتقاد وتجرید التوحید المفید الی غیر ذالک شیخ الاسلام ابن تیمیہ حرانی اور حافظ ابن القیم کی تالیفات اس باب مین خطیب المحراب ہین یہ وہ علم ہے جسکی مدعی بہت ہین لکن سوا افراد علما وفحول اہل علم کے کوئی اسکے دقائق کو نہین پہونچا حالانکہ شرک کے ستر دروازے ہین اور بدعت کے بہتر دروازے شرک جلی سے تو بعض اہل اسلام بچ بھی جاتے ہین لکن شرک خفی سے بچنا اُسیکو نصیب ہوتا ہے جو کہ موفق من اللہ ہے اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ. اَللّٰهُمَّ اٰمِیْنَ ابن کثیر کہتے ہین بخاری نے ابو سعید رض سے روایت کیا ہی کہ ایک مرد نے ایک مرد کو سنا کہ وہ بار بار قل ہو اللہ احد پڑھتا ہے صبح کو آنحضرت صلعم سے ذکر کیا گویا اُس نے اس امر کو قلیل وحقیر جانا فرمایا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ وَرَوَاهُ النَّسَآئِیُّ اَیْضًا دوسرا لفظ ابو سعید کا یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کیا ایک تم مین کا اس بات سے عاجز ہے کہ تہائی قرآن پڑھے ایک رات مین یہ بات اُنپر شاق گذری اور کہا ہم مین یہ طاقت کس کو ہے فرمایا اللہ الواحد الصمد ثلث قرآن ہے تَفَرَّدَ بِهِ الْبُخَارِیُّ تیسرا لفظ اُن کا یہ ہے کہ ایک رات قتادہ بن نعمان اسی سورت کو پڑھتے رہے یہ ذکر حضرت صلعم سے ہوا فرمایا واللہ یہ سورت برابر نصف یا ثلث قرآن کے ہے رَوَاهُ اَحْمَدُ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تکرار ایک سورت یا ایک آیت سے تمام شب درست ہی ابن عمر رض کہتے ہین ابو ایوب انصاری ایک مجلس مین یہ بات کہہ رہے تھے کیا ایک شخص تمہارا ثلث قرآن ہر رات مین نہین پڑھ سکتا ہے لوگون نے کہا کس کو یہ طاقت ہے کہا

قل ہو اللہ احد ثلث قرآن ہے اتنے مین حضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم آگئے اور ابو ایوبؓ کا
کہنا سنا فرمایا صدق ابو ایوب رَوَاہُ اَحْمَدُ ابو ہریرہؓ کا لفظ یہ ہے کہ حضرتؐ نے کہا جمع ہو جاؤ
مین تم پر ثلث قرآن پڑھونگا لوگ جمع ہو گئے حضرتؐ نے باہر آکر قل ہو اللہ پڑھی پھر چلے گئے بعض
نے بعض سے کہا حضرتؐ نے تو یہ فرمایا تھا کہ مین ثلث قرآن پڑھونگا ہم سمجھے تھے کہ کوئی خبر
آسمان پر سے آئی ہوگی حضرتؐ نے نکلکر فرمایا مینے جو تم سے کہا تھا وہ ٹھیک ہے اَلَا وَاِنَّھَا
تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ ھٰکَذَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَرَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ
ابن کثیرؒ نے اسجگہ بہت سی حدیثین درباره ثلث قرآن ہونے اس سورت کے نقل کی ہین ابو الدرداءؓ
کہتے ہین حضرتؐ نے کہا کیا ایک تمہارا عاجز ہے اس بات سے کہ ہر دن تہائی قرآن پڑھے کہا
ہان اے رسول خدا ہم اس سے ضعیف و عاجز ہین فرمایا اللہ نے قرآن کے تین ٹکڑے کیے قل ہو اللہ
ثلث قرآن ہے رَوَاہُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَالنَّسَائِیُّ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اس سورت کو
ہر شخص ہر شب ہر روز ضرور پڑھ لیا کرے حدیث عقبہ بن ابی سعیطؓ مین بھی اسکو ثلث قرآن
ٹھیرایا ہے رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ حمید بن عبد الرحمن کہتے ہین خبر دی
صحابی اپس مین حضرتؐ سے یہ حدیث روایت کرتے تھے کہ آپنے فرمایا قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ
ثُلُثُ الْقُرْاٰنِ لِمَنْ صَلّٰی بِھَا رَوَاہُ النَّسَائِیُّ یعنے اسکا نماز مین پڑھنا برابر پڑھنے تہائی
قرآن کے ہے ابو ہریرہؓ کہتے ہین مین ہمراہ حضرتؐ کے آیا آپنے ایک شخص کو سنا کہ قل ہو اللہ
احد پڑھتا ہے فرمایا واجب ہو گئی مینے کہا کیا چیز فرمایا جنت رَوَاہُ مَالِکُ بْنُ اَنَسٍ وَالتِّرْمِذِیُّ
وَالنَّسَائِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ اور یہ حدیث کہ حُبُّکَ اِیَّاھَا اَدْخَلَکَ
الْجَنَّۃَ پہلے گذر چکی ہے عبد اللہ بن حبیبؓ کا لفظ یہ ہے کہ ہمکو پیاس و تاریکی پہونچی ہم حضرتؐ کے
منتظر تھے کہ آکر نماز پڑھائین آپ آئے اور میرا ہاتھ پکڑکر کہا پڑھ مین چپکا رہا پھر فرمایا کہ مین نے کہا
کیا کہون فرمایا قل ہو اللہ احد و معوذتین شام و صبح تین بار تجھ کو ہر دن دو بار کفایت کرینگے رَوَاہُ
عَبْدُ اللہِ بْنُ اَحْمَدَ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ
حدیث تمیم داری مین فرمایا ہے جس نے کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَۃً
وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ گیارہ بار کہتا ہے اللہ اسکے لیے چالیس لاکھ نیکیان

رواہ احمد اسکی سند مین خلیل بن مرہ ہے بخاری وغیرہ نے اسکو ضعیف کہا ہی معاذ بن انس جہنی کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے جسنے قل ہو اللہ احد کو دس بار پورا پڑہا اللہ اُسکے لیے بہشت مین ایک محل بناتا ہے عمرؓ نے کہا اب ہم اُسکو بہت پڑہا کرین گے اے رسولخدا فرمایا اَکْثَرُ وَاَطْیَبُ تَفَرَّدَ بِہٖ اَحْمَدُ مسند دارمی مین اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ جو کوئی بیس بار پڑہیگا اُسکے لیے دو محل اور جو تیس بار پڑہیگا اُسکے لیے تین محل طیار ہونگے عمر بن خطابؓ نے کہا اب ہمارے محلات بہت سے ہو جائین گے فرمایا اَللّٰہُ اَوْسَعُ مِنْ ذٰلِکَ وَھٰذَا مُرْسَلٌ جَیِّدٌ انس بن مالکؓ کا لفظ رفعا یہ ہے جو کوئی قل ہو اللہ احد کو پچاس بار پڑہتا ہے اللہ اُسکے گناہ پچاس برس کے بخشدیتا ہے رواہ ابو یعلی لکن اسکی سند ضعیف ہی ابن کثیر نے احادیث کثیرہ بیان مین فضیلت سورہ اخلاص کی نقل کی ہین جن مین دو سو بار پڑہنے کا اجر آیا ہے لکن غالب ضعیف ہین بریدہؓ نے کہا مین ہمراہ حضرتؐ کے مسجد مین آیا ایک شخص نماز مین یہ دعا کرتا تہا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنِّیْ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ حضرتؐ نے فرمایا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ سَاَلَہٗ بِاِسْمِہِ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ اِذَا سُئِلَ بِہٖ اَعْطٰی وَاِذَا دُعِیَ بِہٖ اَجَابَ رَوَاہُ اَھْلُ السُّنَنِ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ حَسَنٌ غَرِیْبٌ حدیث جابرؓ مین دس بار پڑہنا اسکا بعد مغرب کے آیا ہے فرمایا جس دروازہ جنت سے چاہے داخل ہو اور جس حور عین کو چاہے بیاہے رواہ ابو یعلی ابن کثیر نے اسکی سند پر کچھ تکلم نہین کیا حدیث جریر بن عبد اللہ مین فرمایا ہے کہ جو کوئی وقت دخول منزل کے اسکو پڑہیگا اُس گہر والون سے اور اُسکے ہمسایون سے فقر دور ہوگا رواہ الطبرانی لکن اسکی اسناد ضعیف ہے ف دربارہ اکثار قرارت سورہ اخلاص کے سائر احوال مین حدیث انس بن مالکؓ آئی ہے وہ کہتے ہین ہم ہمراہ حضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے تبوک مین تہے سورج نکلا اُسدن کی سی روشنی و چمک و شعاع پہلے کبہی نہین دیکہی تہی جبرئیلؑ حضرتؐ کے پاس آئے حضرتؐ نے کہا آج یہ کیسی روشنی و چمک ہے کہ اس جیسی کبہی نہین دیکہی کہا معاویہ بن معاویہ لیثی کا انتقال مدینہ مین ہو گیا ہے اللہ پاک نے ستر ہزار فرشتے بہیجے کہ اُنپر نماز پڑہین کہا یہ کس سبب سے کہا وہ رات دن چلتے کہڑے بیٹہے قل ہو اللہ احد پڑہا کرتے تہے الحدیث رواہ ابو یعلی اسکی سند مین یزید بن ہارون متہم بوضع ہے یہ حدیث کئی طرق سے آئی ہے سب ساقط

اسکی ضعیف ہین اسکی فضیلت ہمراہ معوذتین کے بھی وارد ہوئی ہے اور ذکر استغفار کا بھی
ساتھ اسکے آیا ہے عائشہ رض کہتی ہین حضرت ہر شب کو جب بستر پر آتے تو ہر رات دونون ہتھیلیان
جمع کرکے دم کرتے اور یہ سورت مع معوذتین پڑھکر جہانتک بدن پر ہاتھ جا سکتا مسح فرماتے سر و رو
اور سامنے کے بدن سے ہاتھ پھیرنا شروع کرتے تین بار یون ہی کرتے رَوَاہُ اَھْلُ السُّنَنِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝ ترجمہ
تو کہہ وہ اللہ ایک ہے اللہ نرادھار ہے نہ کسی کو جنا نہ کسی سے جنا اور نہین اُسکے جوڑ کا کوئی **ف** صمد ہے
یعنی کھاتا پیتا نہین اُسکی طرح کا کوئی نہین یعنی نہ جورو رکھے نہ بیٹا انتہی عکرمہ نے کہا جب یہود نے کہا کہ ہم
عابد عزیر ابن اللہ ہین اور نصاریٰ نے کہا کہ ہم عابد مسیح ابن اللہ ہین اور مجوس نے کہا ہم عابد مہر و ماہ ہین
اور مشرکون نے کہا ہم بت پرست ہین تب اللہ نے یہ سورت اپنے پیغمبر پر اُتاری اور فرمایا تو کہہ کہ
اللہ ایک ہے کوئی اُسکا نظیر و زیر ہمسر مانند برابر والا نہین ہے اس لفظ کا اطلاق کسی پر اس بات مین
سوا اللہ عز و جل کے نہین ہوتا کیونکہ وہی اپنے سارے صفات و فعال مین کامل ہے ابن عباس رض
نے کہا صمد وہ ہے جسکی طرف ساری خلائق اپنے حوائج و مسائل مین محتاج ہو دوسرا لفظ یہ ہے کہ صمد
اُسکو کہتے ہین جو سیادت و شرافت و عظمت و حلم و علم و حکمت مین کامل ہو سو ایسا شخص فقط اللہ پاک
ہی ہے صفات اوسی کو لائق ہین کہ کوئی اُسکے جوڑ کا نہین ہے اور نہ کوئی شے اُس جیسی فَسُبْحَانَ الْوَاحِدِ
الْقَھَّارِ ابو وائل رض نے کہا صمد وہ سید ہے جو سیادت مین حد تک ہو گیا یہی قول ابن مسعود رض کا بھی ہے
زید بن اسلم نے کہا صمد یعنی سید ہے حسن نے کہا یعنے باقی بعد خلق کے اور حی و قیوم جسکو زوال نہین
عکرمہ نے کہا صمد وہ ہے جس سے کوئی شے باہر نہ نکلے اور کھانا نہ کھائے ربیع بن انس رض نے کہا
یعنی وہ جس نے کسی کو نہ جنا اور نہ کسی سے جنا گیا گویا مابعد کو تفسیر اس لفظ کی ٹھہرایا ہے یہ تفسیر
جید ہے ابی بن کعب سے بھی اسیطرف گئی ہین ابن مسعود و ابن عباس رض و سعید بن المسیب و مجاہد و ابن
بریدہ و عکرمہ و سعید بن جبیر و عطا و عطیہ و ضحاک و سدی کا قول یہ ہے کہ صمد وہ ہے جسکی جوف
نہ ہو یعنے ٹھوس ہو پولا نہ ہو مجاہد کا لفظ یہ ہے کہ مراد مصمت بے جوف ہے شعبی نے کہا صمد وہ ہے
جو نہ کھائے نہ پیئے ابن بریدہ نے کہا صمد ایک نور ہے چمکتا ہوا بریدہ نے کہا صمد وہ ہے جسکی

جوف نہو یعنے اندرون شکم ابو القاسم طبرانی نے کتاب السنۃ مین بعد ذکر ان اقوال کے کہا ہے کہ یہ سب معانی صحیح ہین ہمارے رب کی صفتین ہین سب اوسی کے محتاج ہین وہ اپنی سرداری مین انتہا کو پہونچ گیا ہے نہ صاحب جوف ہے نہ کہاتا ہے نہ پیتا ہے بعد خلق کے باقی رہیگا اسیطرح بیہقی نے بھی کہا ہے پھر والد و ولد و صاحبہ کی نفی فرمائی مجاہد نے کہا کفو سے مراد صاحبہ ہے کما قال تعالےٰ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ یعنے جبکہ وہ ہر شے کا خالق و مالک ٹہیرا تو پھر خلق مین اسکا نظیر کہان سے آئیگا جو کہ اسکی برابری کر سکے تعالی اللہ عن ذلک وتقدس وتنزہ اللہ پاک نے فرمایا ہے وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا وَمَا يَنْبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا اور فرمایا وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ اور فرمایا وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۔ اور صحیح بخاری مین آیا ہے نہین کوئی زیادہ تر صابر اللہ سے اذی پر جسکو وہ سنتا ہے وہ اسکے لیئے اولاد ٹہیراتے ہین اور اللہ انکو رزق و عافیت دیتا ہے حدیث ابو ہریرہؓ مین فرمایا ہے اللہ عز و جل نے کہا جہٹلایا مجھکو ابن آدم نے اور اسکو یہ نہ چاہیئے تہا اور گالی دی مجھکو ابن آدم نے اور اسکو یہ نہ چاہیئے تہا اسکا جہٹلانا مجھے یہ ہے کہ وہ کہتا ہے اللہ مجہ کو اعادہ نہ کریگا جسطرح کہ مجھے پیدا کیا ہے حالانکہ اول خلق مجھپر کچہ آسان تر اعادہ سے نہین ہے اور گالی دینا اسکا مجھے یہ ہے کہ وہ کہتا ہے اللہ نے اپنا ولد اختیار کیا حالانکہ مین احد صمد لم الد ولم اولد ہون کوئی میرے جوڑ کا نہین ہے رواہ البخاری فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ لفظ مبارک اللہ دلیل ہے جمیع صفات جمالیہ کی جیسے علم و قدرت و ارادہ اور احد دلیل ہے جمیع صفات جلال پر یہ صفات ثبوتیہ ہین جیسے قدم و بقا صمد وہ ہے جسکا قصد حاجات مین کرین اسلیئے کہ وہ ان قضاء حاجات پر قدرت رکھتا ہے زجاج نے کہا صمد وہ سید ہے کہ جسکے اوپر اور کوئی سید نہو یا معنے صمد کے دائم باقی ہین ازل سے

ابد تک یا وہ جو کسی کا محتاج نہ ہو اور سبھی کے سب محتاج ہوں یا جو رغائب میں مقصود اور مصائب میں مستعان ہو یا وہ شخص کہ جو چاہے سو کرے اور اپنے ارادے کے موافق حکم دے یا کامل بے عیب تکرار اسم شریف کی اسلیے ہے کہ جو متصف ساتھ اس صفت کے نہیں ہو وہ استحقاق الوہیت سے برکران ہو یا صمد صفت ہو اسم شریف کی لکن سیاق مقتضی اسکا ہے کہ ہر جملہ مستقل ہو ابن مسعودؓ وابن عباسؓ نے کہا ہے صمد وہ ہے جسکی احشا نہ ہوں لم یلد کے معنے یہ ہیں کہ کوئی اسکا بیٹا نہیں جسطرح کہ مریم کا بیٹا تھا لم یولد کے معنے یہ ہیں کہ وہ کسیکا بیٹا نہیں جسطرح کہ عیسےٰ و عزیر پیدا ہوئے یہ اسلیے کہ کوئی اسکا ہم جنس نہیں ہو اور نسبت عدم کی سابقاً ولاحقاً طرف اُسکے محال ہے قتادہ نے کہا مشرکین عرب کہتے تھے کہ ملائکہ دختران خدا ہیں یہود نے کہا کہ عزیر فرزند خدا ہیں نصاریٰ نے کہا کہ مسیح ابن اللہ ہیں اللہ نے اس لفظ سے کہ لم یلد ولم یولد ہے اُنکی تکذیب کی پہر فرمایا کہ اللہ کے جوڑ کا کوئی نہیں ہے لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ کفو کلام عرب میں معنے نظیر ہے ابن عباسؓ نے کہا کوئی مثل اُسکے نہیں الغرض کلام کفار کا حاصل اشراک و تشبیہ و تعطیل ہے اور یہ سورت اس سبکو دفع کرتی ہے

سورۂ فلق

یہ پانچ آیت ہے مکے میں اُتری یہی قول ہے حسن و عکرمہ و عطا و جابرؓ کا ابن عباسؓ و قتادہ نے کہا مکی میں آئی ہے بعض نے کہا یہی صحیح ہے ابن مسعودؓ معوذتین کو مصحف شریف سے حک و محو کر دیتے اور کہتے کہ قرآن کو ساتھ غیر قرآن کے مخلوط نہ کرو یہ دونو کتاب اللہ نہیں ہیں حضرتؐ نے ان سے فقط تعوذ کرنیکو فرمایا تھا اور خود ابن مسعودؓ ان دونوں سورتوں کو نماز میں نہ پڑھتے بزار نے کہا اس باب میں کسی نے صحابہ میں سے متابعت ابن مسعودؓ کی نہیں کی اور حضرتؐ سے پڑھنا ان کا نماز میں بخوبی ثابت ہو اور مصحف میں لکھی گئی ہیں قرطبی نے کہا یہ زعم ابن مسعودؓ کا خلاف اجماع صحابہ ہے ابن قتیبہ نے بھی مثل ابن مسعودؓ کے کہا ہو مگر ابن الانباری نے اُسکو رد کیا بعض نے کہا یہ انکار ابن مسعودؓ کا بطور نسیان تھا جسطرح کہ اُنہوں نے سورۂ فاتحہ کو بھی مصحف سے ساقط کر دیا تھا عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں حضرتؐ نے کہا آج کی رات مجھپر کچھ آیتیں اُتریں کہ ویسی آیتیں نہیں دیکھیں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اخرجہ مسلم والترمذی والنسائی وغیرہم حدیث ابو سعیدؓ

خدری مین آیا ہے کہ حضرت جنّ و چشم زخم جن سے تعوذ کرتے جب معوذتین اوترین تو پہر اُسکے ماسوا
کو ترک کر دیا ابن مسعود معوذتین کے اور تعوذ کو مکروہ رکہتے تھے اَخْرَجَهٗ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ
وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَهٗ ام سلمہؓ نے رفعًا کہا ہے یہ دونون سورتین سب سے زیادہ اللہ کو محبوب ہین رَوَاهُ
ابْنُ مَرْدُوْیَهْ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین حضرتؐ جب بیمار ہوتے تو انہین کو پڑہکر اپنے
اوپر دم کرتے جب زیادہ بیمار ہوئے تو مین نے پڑہکر حضرتؐ کے ہاتھ سے مسح کیا تاکہ برکت ہو اَخْرَجَهٗ
مَالِكٌ فِی الْمُوَطَّا اصل اسکی صحیحین مین ہے زید بن ارقمؓ کہتے ہین ایک یہودی نے حضرتؐ پر سحر کیا
حضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بیمار ہو گئے جبرئیل معوذتین لیکر آئے اور کہا ایک مرد یہودی
نے تمپر جادو کیا ہے وہ جادو فلان چاہ مین ہے حضرتؐ نے علی مرتضیؓ کو بہیجا وہ اُسکو نکال لائے
فرمایا اسکو کہولو ہر گرہ ایک آیت پر کہلتی گئی حضرتؐ اوٹھ کہڑے ہوئے گویا بند ہے تھے کہل گئے
اَخْرَجَهٗ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ وَّابْنُ مَرْدُوْیَهْ مُطَوَّلًا کہا ہے کہ مدت حضرتؐ کی سحر کی چالیس روز
تھی یا شش ماہ یا ایک سال حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ یہی معتمد ہے راغب نے کہا ہے سحر حضرتؐ کا
کچہ نبی ہونے کی راہ سے نہ تہا بلکہ اثر اُسکا بدن پر تہا انسان ہونے کی راہ سے جسطرح کہ آپ
کہاتے پیتے بول و براز کرتے خفا ہوتے بیمار پڑتے سو یہ تاثیر اس حیثیت سے تہی کہ آپ بشر تھے نہ
اس حیثیت سے کہ آپ نبی تھے یہ اثر جادو کا اُسوقت قادح ہوتا کہ کسی امر نبوت مین کچہ تاثیر اُسکی پائی
جاتی جسطرح کہ دانت کا ٹوٹنا دن احد کے کچہ قادح اسکو نہین تہا کہ اللہ نے آپ کی عصمت کا وعدہ کیا
تہا اس قول مین وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اسیطرح یہ بات کہ بعض مشرکین کا بعض نواحی مین
اہل اسلام پر غلبہ ہو جاتا ہے کچہ مخالف کریمہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کے نہین ہے قاضی نے کہا
اس سے یہ بات کفار کی سچ نہین ٹھیری کہ آپ مسحور ہین یعنی مجنون ہین بسبب سحر کے اہل سنت کا
مذہب یہ ہے کہ سحر حق ہے اور اُسکی حقیقت ہے قولًا و فعلًا اور جادو سے الم و مرض و قتل و تفرقہ
بین الزوجین کا اثر ہوتا ہے تمام کلام اس مقام مین حاشیہ جمل مین مرقوم ہے فضیلت معوذتین
مین احادیث صحیحہ آئی ہین حضرتؐ نے انکو نماز فرض وغیرہ مین پڑہا ہے وَفِیْمَا ذَکَرْنَاهُ کِفَایَةٌ
ابن کثیر نے کہا یہ دونون سورتین مدنی ہین زر بن حبیشؓ نے ابی بن کعبؓ سے حال معوذتین کا
دریافت کیا اور کہا تمہارے بہائی ابن مسعود انکو مصحف سے کاٹ ڈالتے ہین کہا مین نے حضرتؐ سے پوچہا

تہا مجہ سے فرمایا تو انکو پڑہ سو مین وہی بات کہتا ہون جو حضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے کہی تھی رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْبُخَارِیُّ بہت سی قرّاء و فقہاء کے نزدیک یہ بات مشہور ہے کہ ابن مسعود معوذتین کو مصحف مین نہ لکھتے تھے شاید انہون نے حضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے ان کو نہین سُنا یا اُنکے نزدیک یہ متواتر نہین ہوئین پھر انہون نے طرف قول جماعت کے رجوع کیا صحابہ نے معوذتین کو مصحف مین لکھا تھا اور سائر آفاق مین بھیجا ولِلّٰہ الحمد والمنۃ حدیث عقبہ بن عامر مین پڑہنا حضرتؐ کا معوذتین کو نماز مین اور حکم کرنا ان کے پڑہنے کا وقت نوم و قیام کے اور بعد ہر نماز فرض کے نزدیک امام احمد و اہل سنن کے چند حدیثون مین آیا ہے حضرتؐ نے از دونون سورتون کو نماز صبح مین پڑہا ہے ابن کثیر کہتے ہین فَھٰذِہٖ طُرُقٌ عَنْ عُقْبَۃَ کَالْمُتَوَاتِرِ عَنْہُ تُفِیْدُ الْقَطْعَ عِنْدَ کَثِیْرٍ مِّنَ الْمُحَقِّقِیْنَ فِی الْحَدِیْثِ عقبہؓ سے کہا تہا کیا نہ سکہا دون مین تجھکو تین سورتین کہ مثل اُن کے نہ توریت مین اُترین اور نہ انجیل و زبور و فرقان مین وہ قل ہو اللہ احد و معوذتین ہین اور جابرؓ سے فرمایا تھا اِقْرَأْ بِھِمَا وَلَنْ تَقْرَأَ بِمِثْلِھِمَا رَوَاہُ النَّسَائِیُّ احادیث عائشہؓ مین تعوذ کرنا حضرتؐ کا ساتھ انکے اور جن و انس کی اور ہاتھ پھیرنا بدن پر دم کر کے کئی طریق سے نزدیک اہل سنن کے آیا ہی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ **ترجمہ** تو کہہ مین پناہ مین آیا صبح کے رب کی ہر چیز کی بدی سے جو اُس نے بنائی اور بدی سے اندہیرے کی جب سمٹ آئے اور بدی سے عورتون کی جو گرہون مین پھونکین اور بدی سی بُرا چاہنے والے کی جب لگی ہو **ف** مراد رات کا اندہیرا یا چاند کا گہن ہی اور اس مین آگئین سب تاریکیان ظاہر باطن کی اور تنگدستی اور پریشانی اور گمراہی نفاثات سی مراد جادوگر ہین حاسد کی ٹوک لگ جاتی ہے انتہی جابرؓ نے کہا فلق صبح ہے یہی قول ہی ابن عباسؓ کا مجاہد و سعید بن جبیر و عبد اللہ بن محمد بن عقیل و حسن و قتادہ و قرظی و ابن زید و ابن جریر نے کہا یہ مثل اس آیت کے ہے فالق الاصباح ابن عباسؓ نے کہا فلق خلق ہے ضحاکؒ نے کہا اللہ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ ساری خلق سے پناہ مانگین کعب احبار نے کہا فلق ایک جنگل ہے

جہنم مین جب وہ کہولا جاتا ہے تو سارے دوزخی اسکی شدت گرمی سے چیختے ہین آباز بلند
کہا فلق ایک کنوان ہے جہنم کی تہ مین اُسپر ایک پردہ پڑا ہے جب وہ اٹہا دیا جاتا ہے تو اس
سے ایک ایسی آگ نکلتی ہے جس سے خود جہنم چیخیگی بسبب اُسکی شدت گرمی کے یہی قول ہے
عمرو بن عنبسہ بن عباسؓ و سدی کا اس بارے مین ایک حدیث مرفوع بہی آئی ہے لکن منکر ہے
ابو عبد الرحمن حبلی نے کہا ہے کہ فلق نام ہے جہنم کا ابن جریر نے کہا ہے صواب قول اول ہے کہ
مراد فلق سے صبح ہے یہی بات صحیح ہے اسی کو بخاری نے اپنی صحیح مین اختیار کیا ہے شر ما خلق
سے مراد شر جمیع مخلوقات ہے ثابت بنانی و حسن بصری نے کہا مراد جہنم اور ابلیس و ذریت ابلیس
ہے وقب سے مراد غروب آفتاب ہے اسکو بخاری نے حکایت کیا ہے یہی قول ہے مجاہد و ابن
عباسؓ و قرظی و ضحاک و زہری و خصیف و حسن و قتادہ کا عطیہ نے کہا مراد جانا ہے رات کا بعض
نے کہا آنا ہے رات کی اندہیری کا ابو ہریرہؓ نے کہا مراد ستارہ ہے ابن زید کہتے ہین عرب سقوط
ثریا کو غاسق کہتے تہے اور سقام و طواعین کا کثرت سے ہونا وقت وقوع اس سقوط کے بتاتے تہے
اور طلوع ثریا پر مرتفع ہوتا ان آفات کا یقین کرتے تہے بعض نے کہا مراد غاسق سے چاند ہے
حدیث عائشہؓ مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے میرا ہاتہ پکڑ کے فرمایا تَعَوَّذِیْ
مِنْ شَرِّ هٰذَا الْغَاسِقِ اور مجہے چاند کا نکلنا دکہلایا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ
التِّرْمِذِيُّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ ترمذی کا لفظ یہ ہے کہ پناہ مانگ اللہ کی اسکے شر سے کہ یہ غاسق
ہے جبکہ سمٹ آئے نسائی کا لفظ یہ ہے پناہ مانگ اللہ کی اس غاسق سے جبکہ سمٹی اگلے قول والون
نے کہا ہے کہ یہ نشانی ہے رات کی سو یہ کچہ خلاف اسکے نہین اسلیے کہ سلطنت قمر و نجوم کی رات ہی کو
ہوتی ہے مجاہد و عکرمہ و حسن و قتادہ و ضحاک نے کہا کہ مراد نفاثات سے جادوگرنیان ہین مجاہد نے
کہا جبکہ وہ منتر کرین اور پہونکین گرہون مین طاؤس نے کہا کوئی شے اقرب بشرک رقیہ مارد
مجانین سے نہین ہے حدیث مین آیا ہے جبرئیل علیہ السلام پاس حضرت صلی اللہ علیہ و علی
آلہ وسلم کے آئے اور کہا اے محمد کیا تم بیمار ہو کہا ہان کہا بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ
يُؤْذِيكَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ وَعَيْنٍ اللّٰهُ يَشْفِيكَ شاید یہ شکوہ حضرت کا اثر سحر سے تہا پہر اللہ
نے آپ کو شفا بخشی اور کید سحرہ و حساد یہود کو رد کیا اور انکی تدبیر انہین کی تدبیر مین فرمائی وہ رسوا

ہوئے ولیکن ہرگز حضرتؐ نے کسی دن بھی اُنکو معاتب نہ فرمایا بلکہ اللہ ہی نے آپکو شفا و عافیت
بخشی زید بن ارقمؓ کہتے ہین ایک یہودی نے حضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر جادو کیا چند
روز تک آپ بیمار رہے جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ یہودی نے تم پر جادو کیا ہے اور کچھ گرہین فلان
فلان کنوئین مین تمہارے لیے لگائی ہین حضرتؐ نے کسی کو بھیجا کہ اُس سحر کو نکال لائے چنانچہ
جاکر لے آئے اور اُسکو کھول ڈالا حضرتؐ اُٹھ کھڑے ہوئے گویا پابند سے کُھل گئے لیکن کچھ
ذکر اسکا یہودی سے نہ کیا اور نہ اُسکی روبرو کچھ بدخلقی کی یہان تک کہ انتقال ہوا رواہ النسائی
۹ اسکو نسائی نے روایت کیا ہے
عائشہ رضی اللہ عنہا کا لفظ یہ ہے کہ حضرتؐ پر جادو کیا یہانتک کہ آپ خیال کرتے کہ پاس عورتون
کے آتے ہین حالانکہ نہ آتے تھے سفیان نے کہا ایسا سحر بہت سخت ہوتا ہے فرمایا اے عائشہؓ
تو نے جانا کہ اللہ پاک نے میرے استفتا کا کیا فتوی دیا میرے پاس دو مرد آئے ایک سر کے پاس
بیٹھا دوسرا پاؤن کے پاس جو سر کے پاس بیٹھا اُس نے کہا اس مرد کا کیا حال ہے دوسرے نے
۹۲ اسکو بخاری نے روایت کیا ہے
کہا یہ مطبوب یعنے مسحور ہے کہا اسکو کس نے جادو کیا ہے کہا لبید بن اعصم نے یہ ایک مرد تھا بنی زریق
کا یہود کا حلیف تھا اور منافق تھا کہا کس چیز مین یہ سحر کیا ہے کہا سر کے بال اور کنگھی مین کہا کہان
ہے کہا ایک چھلکے مین گابھی کے نیچے پتھر کے اندر چاہ ذروان کے پھر حضرتؐ اُس چاہ پر گئے
اور اُس سحر کو نکالا اور فرمایا کہ یہ وہی چاہ ہے جو مجھ کو دکھایا گیا تھا اُسکا پانی ایسا تھا جیسے نچوڑ
حنا کا اور اسجگہ کے نخل ایسے تھے جیسے کہ سر شیاطین کے جب وہ نکالا گیا تو مین نے کہا آپ
اسکو ظاہر نہین فرماتے کہا سن اللہ نے مجھے شفا بخشی اور مین اس بات کو پسند نہین کرتا کہ کسی
شخص پر شر انگیزی کرون رواہ البخاری دوسری روایت مین آیا ہے حضرتؐ کو تخیل ہوتا کہ
مینے فلان کام کیا ہے حالانکہ وہ کام نہ کیا ہوتا پھر اُس چاہ کو بھرتی کرا دیا ابن عباسؓ و عائشہؓ
کہتی ہین ایک یہودی لڑکا حضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا یہود نے اُسکو
بلا کر کنگھی آپکے سر کی اور کچھ بال شانے کے لیکر سحر کیا ساحر لبید بن اعصم تھا علیؓ و عمار بن یاسرؓ و
زبیرؓ نے اُس چاہ کا پانی نکالا وہ ایسا تھا جیسے کہ مہندی کا رنگ ہو پھر پتھر اوٹھایا اور گابھا
نکالا اُس مین ایک کنگھی اور کچھ بال آپکے سر کے تھے اور ایک تانت بھی اُس مین بارہ گرہین
تھین سوزن زدہ امپر اللہ نے اندونون سورتون کو نازل کیا ہر آیت پر ایک گرہ کھل گئی

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی طبیعت مین خفت پائی جب اخیر گرہ کھلی گویا پابند سے باہر نکل آئے اور جبرئیل علیہ السلام نے آکر دم کیا اور کہا بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ مِنْ حَاسِدٍ وَعَيْنٍ اللّٰهُ يَشْفِيكَ صحابہؓ نے کہا کیا ہم اُس خبیث کو گرفتار کریں اور مار نہ ڈالین فرمایا اللہ نے مجھکو شفا دی اب لوگون پر شر کا برانگیختہ کرنا مجھے پسند نہین ہے واللہ اعلم

ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ فلق بمعنے صبح ہے مثل مین کہتے ہین هُوَ أَبْيَنُ مِنْ فَلَقِ الصُّبْحِ اور بعض نے کہا ایک درخت ہے جہنم مین یا نام ہے نار کا یا بجن ہے اندر نار کے یا پہاڑ و پتھر مراد ہین کہ پھٹ کر اُن مین سے پانی بہتا ہے نحاس نے کہا فلق زمین ہموار کو کہتے ہین یا ہر چیز کو جو پھٹ کر نکلتی ہے حیوان و نبات و جماد سے گویا فلق بمعنے شق ہے قال تعالیٰ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَىٰ لیکن قول اول اولےٰ ہے ذکر فلق مین اشارہ ہے طرف اسکے کہ جو شخص ازالہ بران ظلمات کے تمام عالم سے قادر ہے اُسکو یہ قدرت بھی ہے کہ وہ پناہ گیر سے ہر خوف و خشیت کو بھی دور کرے یا طلوع صبح ایک مثال ہے آمد فرحت کی کہ جس طرح انسان رات کو انتظار طلوع فجر کا کرتا ہے اسیطرح خائف عائذ منتظر طلوع بامداد نجاح و فلاح کا ہوتا ہے شر ما خلق سے مراد جمیع مخلوق ہے اسمین ساری شرور آگئے یہ شر عام ہے بعد اسکے جو تین شر ذکر کیے ہین وہ خاص ہین کوئی وجہ تخصیص کی اسجگہہ نہین ہے اور نہ مضار بر بنیہ اس عموم سے خاص ہین ابو حنیفہ کی قرات من شرٍّ ساتھ تنوین کے ہے لیکن اس مین نہایت بعد و ضعف ہے یعنے اُس شر سے جو ہنوز پیدا نہین ہوا ہے غاسق رات ہے اور غسق رات کا اندھیرا زجاج نے کہا رات کو غاسق اسلیے کہتے ہین کہ بہ نسبت دن کے زیادہ تر سرد ہوتی ہے اور بارد کو غاسق اور برد کو غسق کہتے ہین لیکن یہ قول بارد ہے کسی نے کہا غاسق ثریا ہے یا سورج جبکہ غروب ہو یا چاند جبکہ غائب ہو جائے یا سانپ جبکہ کاٹ کھائے یا ہر ناگہان آنیوالا جو کہ ضرر پہونچائے یا بھیک مانگنے والا جبکہ سوال سے تنگ کرے لیکن راجح وہی قول اوّل ہے نفاثات سے مراد وہ عورتین ہین جو جادو کیا کرتی ہین نفث کہتے ہین پہونکنے کو جسطرح کہ منتر کرنے والے دم کرتے ہین خواہ ہمراہ ریق ہو یا نہ ہو یہ آیت دلیل ہے بطلان قول معتزلہ پر کیونکہ وہ تحقق سحر کا انکار کرتے ہین عقد جمع ہے عقدہ کی وہ تاگے پر گرہین لگاتی تھین وقت سحر کرنے کے یہ بیٹیان تھین لبید بن اعصم یہودی کی اُنہون نے حضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سحر کیا تھا ابن عباس رضؓ نے کہا نفاثات بمعنی ساحرات ہیں دوسرا لفظ
اُن کا یہ ہے کہ نفث وہ منتر ہے جو جادو آمیز ہو حدیث ابوہریرہؓ میں فرمایا ہے جس نے کوئی گرہ
لگائی پھر اُس میں پھونکا اُس نے جادو کیا اور جس نے جادو کیا وہ مشرک ہوا اور جو متعلق ہوا ساتھ
کسی شے کے وہ اُسی کو سونپا گیا اَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَرْدُوْيَةَ دوسرا لفظ اُن کا یہ ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کو آئے فرمایا کیا میں تجھ پر وہ منتر نہ کروں جو جبریل علیہ السلام
نے مجھ کو کیا تھا میں نے کہا ہاں بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِیْكَ وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ مِنْ
كُلِّ دَاءٍ فِيْكَ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ تین بار اُس کو پڑھا
اَخْرَجَهُ ابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ سَعْدٍ وَالْحَاكِمُ جواز میں دم کرنے اور منتر و تعویذ کرنے کے اختلاف
ہے جمہور صحابہ و تابعین و من بعدہم نے جائز کہا ہے جبکہ بطور شرعی ہو بدلیل حدیث عائشہ رضؓ کہ جب
کوئی حضرتؐ کے گھر والوں میں بیمار ہوتا تو آپ اُن پر معوذات پڑھ کر پھونکتے الحدیث دوسری جماعت نے
تفل و نفث کرنے کا رقی میں انکار کیا ہے اور پھونکنے کو بغیر ریق کے جائز رکھا ہے عکرمہ نے کہا منتر
کرنے والے کو جائز نہیں ہے کہ دم کرے یا مسح کرے یا گرہ لگائے بعض نے کہا ہے رقیہ کرنا آیت یا
حدیث سے جائز ہے نہ سُریانی و عبرانی و ہندی سے کہ اُس کا اعتقاد حلال نہیں اور نہ اُس پر اعتماد کرنا
روا ہے حسد کہتے ہیں تمنا ئے زوال نعمت کو محسود سے اذا حسد سے مراد یہ ہے کہ حسد کو ظاہر کر دے
بسبب اُس کے عملدرآمد کرے اور وہ حسد اُس کو باعث ہو ایقاع شر پر ساتھ محسود کی عمر بن عبدالعزیزؒ
نے کہا ہے لَمْ اَرَ ظَالِمًا اَشْبَهَ بِالْمَظْلُوْمِ مِنْ حَاسِدٍ اللہ پاک نے اس سورت میں حضرتؐ کو
ارشاد طرف استعاذہ کے شر سے جملہ مخلوقات کے کیا عموماً پھر بعض شرور کا ذکر خصوصاً فرمایا اگرچہ
زیر عموم داخل تھا یہ اس لیے کہ ان میں مزید شر و زیادت ضرر ہے ایک غاسق دوسرا نفاثات
تیسرا حاسد یہ تینوں گویا بسبب مزید شر کے اس لائق ہیں کہ ان کو الگ الگ ذکر کیا جائے اور سورت
کو حسد پر ختم کیا تاکہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ حسد اشر و اشد ہے اور یہ وہ پہلا گناہ ہے جس کے ساتھ
آسمان میں ابلیس نے اور زمین میں قابیل نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تھی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے
کہا وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ یعنی نفس ابن آدم و عینہ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

سورۂ ناس

یہ چھہ آیت ہے ابن عباسؓ نے کہا مکی ہے ابن الزبیر نے کہا مدنی ہے حافظ ابن القیمؒ نے بدائع الفوائد میں بیس ورق تک فوائد بدیعہ متعلق معوذتین لکھے ہیں یہ جگہ لائق اُس کے بسط کے نہیں ہے خصوصًا اس جہت سے کہ تعلق اُن کا مذاق اہل علم سے ہے نہ عامہ مردم سے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِکِ النَّاسِ ۝ اِلٰہِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ ۝ تو کہہ میں پناہ میں آیا لوگوں کے رب کی لوگوں کے بادشاہ کی لوگوں کے معبود کی بدی سے اُس کی جو سنکاری ور چھپ جاوے جو خیال ڈالتا ہے لوگوں کے دل میں جنوں میں اور آدمیوں میں **ف** شیطان گناہ پر سنکاری اور آپ نظر نہ آئے حدیث میں فرمایا ہے اِن سورتوں کے برابر کوئی دعا نہیں پناہ کی انتہے ابن کثیر کہتے ہیں یہ تین صفتیں ہیں رب عزوجل کی ربوبیت وملکیت والٰہیت سو وہ ہر شے کا ربّ ملیکؑ الٰہ ہے ساری اشیا اوسی کی مخلوق ومملوک وعبید ہیں اِس لیے پناہ گیر کو حکم دیا کہ وہ اُس شخص کی پناہ لے جو کہ ان صفات کے ساتھ متصف ہے اور یہ پناہ شر وسواس خناس سے یعنے شیطان سے مانگے جو کہ انسان پر مسلّط ہے کیونکہ کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جس کے لیے ایک قرین نہ ہو جو کہ فواحش کو اُس کے لیے زینت نہ دیتا ہو اور اُس کی فریب دہی میں کوتاہی کرتا ہو محفوظ وہی ہے جس کو اللہ محفوظ رکھے صحیح میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی شخص نہیں ہے لیکن اُس کا قرین اُس پر مقرر ہے کہا آپ پر بھی اے رسول خدا فرمایا مجھہ پر بھی لیکن اللہ تعالیٰ نے میری اعانت کی ہے سو وہ منقاد ہو گیا ہے وہ مجھہ کو حکم نہیں کرتا مگر خیر کا صحیحین میں انس رضہ سے قصّہ زیارت صفیہ کا حالت اعتکاف میں مطوّلًا آیا ہے اُس میں یہ ذکر بھی ہے کہ دو انصار نے آپ کو صفیہ سے بات کرتے دیکھ کر چلنے میں جلدی کی آپ نے فرمایا ٹھہرو یہ صفیہ بنت حیی ہے اُنہوں نے کہا سبحان اللہ اے رسول خدا فرمایا اِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنِ ابْنِ اٰدَمَ مَجْرَی الدَّمِ میں ڈرا کہ کہیں تمہارے دل میں کچھ اور آئے انس بن مالک رضہ کا لفظ رفعا یہ ہے کہ شیطان اپنی سونڈ دل پر ابن آدم کے رکھے ہوئے ہے اگر اُس نے اللہ کا ذکر کیا تو سرک جاتا ہے اور اگر بھول گیا تو وہ دل کو لقمہ بناتا ہے یہ ہے وسواس خناس رواہ ابو یعلی وھو غریب ابو تیمیہ

کہتے ہیں کہ میں ہمراہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ردیف تھا گدھے نے ٹھوکر کھائی میں نے کہا
شیطان ہلاک ہو فرمایا تو تَعَسَ الشَّیطان مت کہو کیونکہ جب تو یہ کہے گا تو وہ آپ کو بڑا سمجھے گا اور کہے گا
میں نے اپنی قوت سے اسکو پچھاڑ دیا ہے اور جب تو بسم اللہ کہے گا تو وہ چھوٹا ہو کر مثل مکھی کے
ہو جائے گا تَفَرَّدَ بِهٖ اَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ جَيِّدٌ قَوِیٌّ اس میں دلیل ہے اس بات پر کہ دل جب اللہ
کو یاد کرتا ہے تو شیطان چھوٹا اور مغلوب ہو جاتا ہے اور جب اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو بڑا اور غالب
بن جاتا ہے۔ حدیث ابو ہریرہ رض میں فرمایا ہے کہ تم میں جب کوئی شخص مسجد میں ہوتا ہے تو شیطان
آکر اس کو اشتباہ میں ڈالتا ہے جس طرح کہ آدمی اپنے دابہ کو دباتا ہے پھر جب وہ اس کے لیے ساکن
ہوا تو اس کو زنق کرتا ہے یا لگام لگاتا ہے ابو ہریرہ رض نے کہا اور تم یہ حال دیکھتے ہو مزنوق مائل
ہوتا ہے اللہ کا ذکر نہیں کرتا ملجم مونہہ کھولے ہوتا ہے وہ بھی ذکر اللہ عزّ وجل بجا نہیں لاتا تفرّد بہ احمد
ابن عباس رضی اللہ عنہ نے معنے میں وسواس خنّاس کے کہا ہے کہ شیطان دل پر آدم کے جاثم ہے یعنے
جالس پھر جب اس نے سہو وغفلت کی شیطان نے وسوسہ ڈالا پھر جب اس نے اللہ کا ذکر کیا سٹک
جاتا ہے یہی قول ہے مجاہد وقتادہ رض کا سلیمان والد معتمر نے کہا میں نے سنا ہے کہ شیطان یا وسوار
دل میں بنی آدم کے وقت حزن وفرح کے نقب لگاتا ہے جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو چلد بیٹا ہے
ابن عباس رض نے کہا وسواس سے مراد شیطان ہے وہ حکم کرتا ہے جہاں اس کا کہنا مانا وہ گھس پڑا یہ
وسوسہ خاص صدور بنی آدم میں کرتا ہے یا جن وانس دونوں میں اس میں اختلاف ہے اول ظاہر
ہے اور دوسرے قول پر گویا لفظ ناس میں جن بھی داخل ہیں تغلیباً ابن جریر نے کہا ان کے
حق میں استعمال رِجَالٌ مِّنَ الْجِنِّ کا آیا ہے تو پھر اطلاق لفظ ناس میں جن پر کچھ جدّت و
بدعت نہیں ہے لفظ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ کہ بمنزلہ تفصیل يُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ کے ہے۔
بقوی قول ثانی ہے دوسرا قول یہ ہے کہ موسوس کبھی انس ہوتا ہے اور کبھی جن مراد شیاطین
جن وانس ہیں کما قال تعالیٰ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ
الْجِنِّ يُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ابو ذر رض کہتے ہیں میں پاس حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے آیا آپ مسجد میں تھے میں بیٹھ گیا فرمایا اے ابا ذر تم نے نماز پڑھ لی ہے میں نے کہا
نہیں فرمایا اٹھ نماز پڑھ میں نے اٹھ کر نماز پڑھی پھر بیٹھ گیا فرمایا اے ابا ذر تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ

شَیَاطِیْنِ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ میں نے کہا کیا شیاطین انس بھی ہوتے ہیں فرمایا ہاں میں نے کہا اے
رسول خدا نماز کا کیا حال ہے فرمایا خَیْرٌ مَوْضُوْعٌ فَمَنْ شَآءَ اَقَلَّ وَمَنْ شَآءَ اَکْثَرَ یعنے ایک
بہتر چیز تجویز کی گئی ہے جس کا جی چاہے کم پڑھے جس کا جی چاہے زیادہ کرے میں نے کہا روزہ
کا کیا حال ہے فرمایا فَرْضٌ مُجْزِیٌّ وَعِنْدَ اللّٰہِ مَزِیْدٌ یعنے ایک فرض ہے جو کفایت کرتا ہے
اور اللہ کے پاس زیادہ تر ہے میں نے کہا صدقے کا کیا حال ہے فرمایا اَضْعَافٌ مُّضَاعَفَۃٌ
یعنے چند در چند ہے میں نے کہا کون سا صدقہ فضل ہے فرمایا جُھْدٌ مِّنْ مُّقِلٍّ اَوْ سِرٌّ اِلٰی
فَقِیْرٍ یعنے جو با وجہ قلت کے دیا جاوے یا چپکے سے کسی فقیر کے حوالہ کیا جاوے میں نے
کہا اے رسول خدا کون سی نبی سب سے پہلے تھے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام میں نے کہا کیا وہ
نبی تھے فرمایا ہاں نبی مکلم تھے یعنے اللہ تعالیٰ نے اُن سے بات چیت کی ہے میں کہا رسول
کتنے ہوئے کہا تین سو اور کچھ اوپر دس یا پندرہ اوپر بتائے میں نے کہا آپ پر جو اترا ہے
اُس میں افضل کیا ہے فرمایا آیۃ الکرسی اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَ
النَّسَائِیُّ وَقَدْ اَخْرَجَ ھٰذَا الْحَدِیْثَ مُطَوَّلًا جِدًّا اَبُوْ حَاتِمٍ وَابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِہٖ
بِطَرِیْقٍ اٰخَرَ وَلَفْظٍ اٰخَرَ مُطَوَّلًا جِدًّا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ایک مرد پاس حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آیا اور کہا اے رسول خدا میں اپنے جی میں ایسی بات کرتا ہوں کہ اگر آسمان سے
گر پڑوں تو یہ مجھ کو دوست تر ہے اس سے کہ وہ بات مونہہ سے نکالوں فرمایا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَدَّ کَیْدَہٗ اِلَی الْوَسْوَسَۃِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ ابن کثیر
نے کہا اٰخِرُ التَّفْسِیْرِ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّۃُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ انتہیٰ **ف**
فتح البیان کا بیان خاتمہ یہ ہے کہ رب کے معنے ہیں مربّی و مصلح احوال اللہ ساری مخلوق کا رب ہے
پھر جو اس جگہہ رب الناس فرمایا تو اس لیے کہ دلیل ہو شرف ناس پر اور نیز اس لیے کہ یہ استعاذہ
اوسی شر سے ہے جو صدور ناس میں واقع ہوتا ہے ملک الناس میں یہ بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی
پادشاہی کچھہ ویسی بادشاہی نہیں ہے کہ جس کے ہاتھ کے نیچے ممالیک ہوتے ہیں بلکہ اُس کی
سلطنت قاہرہ و مملکت کاملہ سب پر فائق ہے اِلٰہِ النَّاسِ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اُس کی
ربوبیت کے ساتھہ معبودیت والوہیت بھی لگی ہوئی ہے جو کہ مقتضی ہے قدرت تامہ کو تصرف

کلی پر ساتھ ایجاد واعدام کے اور کبھی رب ملک ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا جیسے رب الدار و
ربّ المتاع وَمِنْهُ قَوْلُهٗ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اس لیے بعد ربّ کے ذکر ملک کا کیا پھر کبھی کوئی ملک اله ہوتا ہے اور کبھی نہیں اس لیے بعد ملک
کے اِلٰهِ النّاس ہی فرمایا کیونکہ یہ نام مبارک خاص ہے ساتھ اس کی وصف میں کوئی اُس کا شریک
نہیں ہے ربّ کے نام سے شروع کیا یہ نام اُس کا ہے جو کہ اوائل عمر انسان سے تا بلوغ و عقل قائم
بہ تدبیر و اصلاح ہے تاکہ آدمی دلیل سے یہ پہچان لے کہ میں ایک بندہ مملوک ہوں ربّ ملک کا پھر
جب یہ بات جان لی کہ اُس کی عبادت مجھہ پہ واجب ہے اور میں ایک عبد مخلوق ہوں اور وہ اِلٰہ
معبود ہے تو اب اِلٰهِ النّاس ہونا اُس کا روشن ہو گیا تکرار لفظ ناس میں اظہار مزید شرف کا ہے کہ بار بار
اُن کا نام لیا یا مراد ناس اوّل سے اطفال اور ثانی سے شباب اور ثالث سے شیوخ ہیں اور چہارم سے
صالحین اور پنجم سے مفسدین لکن کوئی وجہ اس تخصیص کی نہیں ہے یہ کلام نسفی کا قبیل لطائف
بیان سے ہے نہ تفسیر قرآن وسواس سے مراد وسوسہ انداز ہے وسوسہ کہتے ہیں حدیث نفس کو
بعض نے کہا وسواس نام ہے فرزند شیطان کا خنّاس کے معنے ہیں کثیر التاخر مجاہد نے کہا بندہ
جب اللہ پاک کا ذکر کرتا ہے تو شیطان منقبض ہو جاتا ہے اور جب ذکر نہیں کرتا تو دل پر منبسط
ہو جاتا ہے بہ سبب کثیر الاختفا ہونے کے خنّاس نام ہوا ظاہر یہ ہے کہ مطلق ذکر خدا کا طرد
شیطان کرتا ہے اگرچہ بطور استعاذہ نہ ہو اللہ کے ذکر کرنے میں فوائد جلیلہ ہیں جن کا حاصل فوز بخیر
دارین ہوتا ہے شیطان کی ایک سونڈ ہے جیسے خرطوم کلب وہ انسان کے سینے میں رہکے
رہتا ہے جہاں آدمی اللہ کے ذکر سے غافل ہوا اوسی وقت وسوسہ کہا اور جہاں اللہ کو یاد کیا
گھٹ گیا مقاتل نے کہا شیطان بصورت خنزیر ہے خون کی طرح آدمی کی رگوں میں دوڑتا پھرتا
ہے اللہ نے اُس کو انسان پر مسلط کیا ہے وسوسہ اُس کا یہی ہے کہ وہ آدمی کو اپنی طاعت کی طرف
بلاتا ہے چھپی بات سی چپکے چپکے یہاں تک کہ وہ بات اُس کے دل میں اُتر جاتی ہے بغیر آواز سننے
کے پھر فرمایا کہ یہ شیاطین دو طرح کے ہیں ایک شیاطین جن یہ سینوں میں وسوسہ انداز ہوتے
ہیں دوسرے شیاطین الانس اُن کا وسوسہ لوگوں کے سینوں میں یوں ہوتا ہے کہ یہ آپ کو
سامنے آدمی کے ناصح مشفق ظاہر کرتے ہیں جو بات کہ شیطان کی وسوسے سے جی میں پڑتی ہے

ویسے ہی اثر ان کی بات کا انسان کے جی میں ہوتا ہے یا یہ مطلب ہے کہ وسوسہ شیطان کا صدور
انسان میں طرف سے جنہ اور طرف سے ناس کے ڈالتا ہے بعض نے کہا لفظ ناس میں انس و جن
دونوں مندرج ہیں اس دلیل سے کہ کچھ نفر جن آئے تھے اُن سے پوچھا تم کون ہو کہا نَاسٌ
مِّنَ الْجِنِّ یعنے ہم لوگ جن ہیں اور اللہ نے اُن کا نام رجال رکھا ہے کَانَ رِجَالٌ مِّنَ
الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ حسن یہ ہے کہ مراد استعاذہ ہے شرّ وسواس و شرّ ناس
سے شیطان جن سینوں میں وسوسہ کرتا ہے اور شیطان انس علانیہ آتا ہے قتادہ نے کہا جن و
انس دونوں میں شیاطین ہوتے ہیں فَتَعَوَّذْ بِاللّٰہِ مِنْ شَیَاطِیْنِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ بعض نے
کہا شیطان جس طرح کہ انسان کے صدر میں وسوسہ ڈالتا ہے اسی طرح جن کے صدر میں وسوسہ انداز
ہوتا ہے واحد جنہ ہے جس طرح کہ واحد انس انسی ہے لکن قول اوّل ارجح اقوال ہے یہ بیان
تذکر ثقلین ہے ان کو ارشاد کیا ہے کہ جو کوئی ان دونوں سے استعاذہ باللہ کرے گا اُس سے
محن دُنیا و آخرت مرتفع ہو جائیں گے ابن عباس رض کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا
تھا کہ کون عمل اللہ کو زیادہ تر محبوب ہے فرمایا الحال المرتحل کہا کیا ہے فرمایا اَلَّذِیْ یَضْرِبُ مِنْ
اَوَّلِ الْقُرْاٰنِ اِلٰی اٰخِرِہٖ کُلَّمَا حَلَّ ارْتَحَلَ اَخْرَجَہُ التِّرْمِذِیُّ یعنے وہ شخص حال مرتحل ہے
جو قرآن کریم کو اوّل سے تا آخر پڑھتا ہے جب پڑھ چکتا ہے تو پھر اوّل سے اُس کو شروع کرتا ہے
اس سے معلوم ہوا کہ جب تلاوت قرآن کریم کی ختم کرے تو پھر اسی وقت اول قرآن کو پڑھے
اس نیت سے کہ پھر دوبارہ سہ بارہ الی غیر النہایہ ہمیشہ ایک بار ختم کر کے دوسری بار پڑھتا رہے
کبھی تلاوت کتاب اللہ کی ترک نہ کرے اس میں ناظرہ خواں اور حافظ قرآن دونو شامل داخل
ہیں یہ اس لیے کہ تلاوت کتاب سے بڑھکر کوئی عمل خیر نہیں ہے یہ تلاوت شامل ہے انواع اذکار
اور دعوات پر اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کا ذکر بھی آیا ہے فضائل
کتاب عزیز کے بے حساب ہیں علما نے ان فضائل کو کتب مستقلہ میں لکھا ہے اور خود
کتاب و سنت متضمن ہیں فضیلت سور و آیات کثیرہ پر اس بارے میں رسالہ فصل الخطاب
فی فضل الکتاب ایک عمدہ بیان شافی و نصح کافی ہے اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق دستگیر ہو گئی تو

سلہ اور جنوں کی پناہ چاہتے تھے ۱۱
سلہ بس پناہ مانگ رہے جنوں اور آدمیوں سے ۱۲

قرآن مجید کے ہوتے ہوئے کسی کتاب کی حاجت نہیں ہے یہی ایک کتاب ہر کتاب و بے کتاب والے کو کفایت کرتی ہے ولنعم ما قیل ؎

اول و آخر قرآن زچہ با آمد و سین ۔ یعنے اندر رہ دین رہبر تو قرآن بس

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

ترجمہ پہلے پیچھے سب اللہ کی تعریف ہے اور اللہ کا درود اس کے چنے ہوئے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی اولاد اور یاروں پر اور اس کا سلام۔

بسم

بے نظیر اور بے مثل کتاب صحیح البخاری مترجم با اسناد مع حواشی جدیدہ مفیدہ

ترجمہ مولوی وحید الزمان صاحب المخاطب نواب وقار نواز جنگ بہادر ساکن حیدرآباد دکن مترجم صحاح ستہ

ہمارے احباب پر مخفی نہیں کہ ہمارا کارخانہ مطبع احمدی لاہور محض خدمت احادیث سید المرسلین و اشاعت علوم خاتم النبیین صلعم کے لیے وضع ہوا ہے چنانچہ سب کتب حدیث کا ترجمہ اردو (جو عوام اہل اسلام کو حدیث کا مطلب سمجھا وے) اسی کارخانہ کی بدولت تمام ہندوستان میں شائع ہو چکا ہے صرف ایک اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری (جس کی جلالت پر تمام امت محمدیہ کا اجماع ہے) باقی تھی اس کا ترجمہ حسب منشا نہیں ہوا تھا اب بفضلہ تعالیٰ جناب مولانا مولوی وحید الزمان صاحب سلمہ المخاطب نواب وقار نواز جنگ بہادر نے (جو مترجم لاثانی ہیں اور جنہوں نے صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و نسائی و موطا امام مالک وغیرہ کتب حدیث کے تراجم نہایت سلیس و مطلب خیز تالیف کیے ہیں اور یہ سب تراجم ہمارے کارخانہ میں طبع ہو کر شائع ہو چکے ہیں) اس کتاب جلیل مسلم الثبوت کا ترجمہ نہایت مختصر و مطلب خیز مع فوائد ضروریہ تالیف فرمایا ہے اور ہمارے کارخانہ خادم حدیث نے اس کو نہایت خوش خط عمدہ بیز کاغذ پر پارہ پارہ علحدہ لوح و ٹائیٹل پیج کے ساتھ چھاپا ہے قرآن مجید کی طرح اصل کتاب مع تراجم الابواب اسانید و تعلیقات جلی قلم سے خوشخط با اعراب لکھی گئی ہے کسی قسم کا انتخاب و اختصار نہیں کیا گیا اور بین السطور ترجمہ مطلب خیز اور حاشیہ پر ضروری فوائد چڑھائے گئے کاغذ عمدہ لگایا گیا

ترجمہ کی خوبی و عمدگی ہیں تو کسی کو کلام نہیں کیونکہ مولانا عم فیضہ کا مترجم لاثانی ہونا تمام ہندوستان
میں مانی ہوئی بات ہے۔ کاغذ چکنا ولایتی اعلےٰ قسم کا دبیز اور اصل کتاب کی سطریں رنگین ہیں
کامل کتاب ہر تیس پارہ کی قیمت رعایتی بائیس روپیہ ۲۲ عہ آٹھ آنہ مقرر ہے۔ پارہ پارہ علاحدہ بھی بہ قیمت
رعایتی ۱۲ ار فی پارہ فروخت کیا جاتا ہے محصول ڈاک وغیرہ اخراجات خریدار کے ذمہ ہوں گے
اب ناظرین کو لازم ہے کہ اس کتاب لاجواب کو خرید فرما کر کارخانہ کی حوصلہ افزائی کریں۔ اور خود اس کتاب
کے مطالعہ سے مشرف ہو کر سعادت دارین حاصل کریں۔ کیونکہ امام بخاری رح نے اس کتاب کے پڑھنے
والے کے حق میں دعا خیر کی ہے اور امام بخاری رح مستجاب الدعوات تھے تو ان کی یہ دعا بھی بفضلہٖ
تعالیٰ ضرور قبول ہوئی ہوگی۔ روایت ہے کہ امام بخاری رح نے دو مرتبہ دعا کی تیر ہدف کی طرح قبول
ہوئی امام بخاری رح کہتے ہیں اس کے بعد میں نے دعا کرنی چھوڑ دی کہیں میری نیکیوں کا ثواب
کم نہ ہو جائے اور اس کتاب کے پڑھنے اور مطالعہ کرنے سے یہ فائدہ ہے۔ کہ اس کتاب کا پڑھنے والا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب کا پڑھنے والا ہوتا ہے چنانچہ ابو سہل محمد بن احمد مروزی سے باسناد
مروی ہے وہ کہتے ہیں میں نے ابو زید مروزی سے سنا وہ کہتے تھے میں رکن اور مقام کے بیچ میں کھڑا
تھا میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے فرمایا اے ابو زید تو کب تک شافعی رح کی
کتاب پڑھاوے گا اور میری کتاب نہیں پڑھاتا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی کون سی کتاب
ہے آپ نے فرمایا جامع محمد بن اسمٰعیل بخاری کی بس سمجھ لینا چاہیے کہ جس کتاب کے پڑھنے پڑھانے
کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترغیب دیں اس کے پڑھنے میں کیا کچھ سعادت ہوگی۔ ہر مسلمان کو لازم
ہے کہ اس سعادت کے حاصل کرنے میں کوتاہی نہ کریں اور اب جو اس سعادت کا حاصل کرنا ایسا سہل
ہو گیا ہے کہ استاذ کی بھی حاجت نہیں جلی خوش خط کتاب لکھی گئی ہے۔ حرف حرف پر اعراب لگایا
گیا ہے اور کلمہ کلمہ کے نیچے معنے ہندی بامحاورہ مطلب خیز لکھا گیا ہے اور جہاں مطلب ترجمہ سے واضح
نہیں ہوا وہاں مختصر سا فائدہ حاشیہ پر لکھ کر مطلب کھول دیا گیا ہے۔ پس اب جو شخص اس سعادت عظمیٰ یعنے رسول اللہ
کی کتاب پڑھنے اور امام بخاری کی دعا خیر کا فیض حاصل کرنے سے محروم رہے واقعی اس کے حال پر کمال افسوس ہے
ہر بھائی مسلمان پر لازم ہے کہ ضرور خریدیں اور اوروں کو ترغیب دیکر ثواب حاصل کریں۔ کتاب بہ پتہ ذیل سے منگوائیے

المشتہر شیخ احمد ابن شیخ محی الدین مرحوم تاجر کتب بازار کشمیری و مالک مطبع احمدی لاہور

ṭibb va arbaʿ qul.